اللہ

نیک بیوی کی صفات

قرآن و حدیث کی روشنی میں

تالیف
عبداللہ بن یوسف الجدیع

مکتبہ محمدیہ

❀❀❀ توجہ فرمائیں! ❀❀❀

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب............

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (UPLOAD) کی جاتی ہیں۔
- متعلقہ ناشرین کی اجازت کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات کی نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

❀❀❀ تنبیہ ❀❀❀

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر
تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں

نیک بیوی کی صفات

قرآن و حدیث کی روشنی میں

تالیف
عبداللہ بن یوسف الجدیع

ترجمہ
پروفیسر ابو انس محمد سرور گوہر حفظہ اللہ

ناشر
مکتبہ محمدیہ الفضل مارکیٹ قذافی سٹریٹ اردو بازار لاہور
Mob.: 0300-4826023

نام کتاب		**نیک بیوی کی صفات**
باہتمام	----------------	عبدالرحمان عابد
کمپوزنگ	----------------	نعمت اللہ تبسم
طبع اول	----------------	مئی 2009ء
تعداد	----------------	1100
قیمت	----------------	-/70

اسٹاکسٹ

مکتبہ اہل حدیث، امین پور بازار فیصل آباد
041-2629292,2624007

اسلامی کتب خانہ، ڈاک خانہ بازار، چیچاوطنی، ضلع ساہیوال
0346-7467125,0301-4085081

E:mail;maktabah_muhammadia@yahoo.com
&maktabah_m@hotmail.com

فہرست مضامین

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ اور دارِ آخرت سے ڈرنے والی
ہر خاتون کے لیے
یاددہانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

اطاعت و بندگی کے معنی کی تذکیر کے بارے میں:

ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس نے ہر چیز کی وضاحت کے لیے قرآن کریم نازل فرمایا۔ پس اللہ تعالیٰ نے وہ تمام امور و اعمال بتا دیے جو اس کے قرب کا ذریعہ بن سکتے ہیں اور اس سے دوری کا باعث بننے والی ہر برائی سے آگاہ فرما دیا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، وہ اپنے رب تعالیٰ کی تشریع و وحی کو آگے پہنچانے والے ہیں۔ پس آپ نے اپنی وفات سے پہلے دین کو مکمل طور پر امت تک پہنچا دیا آپ جس حق و صواب کے ساتھ مبعوث کیے گئے اس کے ذریعے تمام جہانوں پر حجت قائم کر دی، آپ نے ہمیں بالکل واضح اور روشن منہج پر چھوڑا جس کی راتیں دن کی طرح روشن ہیں۔ آپ کے بعد اس راہ سے صرف وہی شخص منحرف ہو سکتا ہے جو ہلاک ہونا چاہتا ہو، اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مسلسل صلاۃ و سلام بھیجتا رہے اور میں صلوٰۃ و سلام کے ذریعے یوم حساب ان کی شفاعت کی امید رکھتا ہوں۔

اما بعد......

بلاشبہ اللہ عزوجل نے تمام بندوں پر فرض کر دیا ہے کہ ان کی گردنیں اس کے سامنے جھکی رہیں اور ان کے چہرے اس کی طرف متوجہ رہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ أَنتُمُ ٱلْفُقَرَآءُ إِلَى ٱللَّهِ ۖ وَٱللَّهُ هُوَ ٱلْغَنِىُّ ٱلْحَمِيدُ﴾

(الفاطر: ۳۵/۱۵)

''اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو اور وہ سب سے بے نیاز، تعریف کیا گیا ہے۔''

فقیر کی یہ صفت ہے کہ وہ ہمیشہ غنی کا محتاج رہے، وہ پلک جھپکنے کے برابر بھی اس سے بے نیاز نہیں ہو سکتا اور عبد (غلام) کی صفت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ آقا کے حضور سر تسلیم خم کیے رکھتا ہے، ادنیٰ سی

مخالفت اس کی نافرمانی تصور کی جائے گی' وہ اس کی ناراضی کا باعث بنے گی اور وہ شخص (غلام) اس کی سزا کا مستحق ٹھہرے گا۔ اور یہی صفت مخلوق کی اپنے خالق جل وعلا کے ساتھ ہے' اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۝﴾ (الذاریات: ۵۱/۵۶)

''میں نے جن وانس کو اپنی عبادت ہی کے لیے پیدا کیا ہے۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی وہ ذات ہے جس نے انہیں عدم سے وجود بخشا اور وہ ذات ان پر ان گنت و بے شمار نعمتوں کی برکھا برسا رہی ہے' اور اس ذات کے سوا ہر چیز اس کی غلام ہے' جیسا کہ اس نے فرمایا:

﴿اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا﴾ (مریم: ۱۹/۹۳)

''زمین و آسمان کی ہر چیز رحمان کے حضور بندہ (غلام) ہو کر آئے گی۔''

اور ایسے کیوں نہ ہو! وہ خالق ہے اور یہ مخلوق' وہ زندہ ہے اور یہ مردہ' وہ قائم رہنے والی ذات ہے اور یہ ہلاک ہونے والے' وہ غنی ہے اور یہ فقراء و محتاج' وہ قوی و غالب ذات ہے جبکہ یہ ضعیف و مغلوب' وہ قادر ہے اور یہ عاجز' وہ ہر نقص و عیب سے پاک جبکہ یہ معیوب۔

پس عقل مند اور دانا شخص کے لیے یہی لائق تر ہے کہ وہ اپنے آقا و مالک کے حق کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی نہ برتے تاکہ اس کی رضامندی حاصل کر سکے اور اس کی مغفرت و جنت کی سعادت حاصل کر سکے۔

﴿تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ نُوْرِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا﴾ (مریم: ۱۹/۶۳)

''یہ وہ جنت ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اس شخص کو کرتے ہیں جو متقی ہو۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اپنے بندوں پر رحمت ہے کہ اس نے ہدایت اور دین حق کے ساتھ اپنے رسول علیہ السلام کو ان کی طرف مبعوث فرمایا تاکہ وہ انہیں تعلیم دیں کہ وہ کس طرح اس ذات باری تعالیٰ تک پہنچ سکتے ہیں اور وہ اس کے ذریعے انہیں جہالت و گمراہی سے نکال کر اس نور اور روح کی طرف لائیں جس کے ذریعے وہ بصیرت و حیات حاصل کر سکتے ہیں۔

﴿اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا يَّمْشِيْ بِهٖ فِي النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِي الظُّلُمٰتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْكٰفِرِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

(الانعام: ۶/۱۲۳)

''کیا وہ آدمی جو مردہ تھا' ہم نے اسے زندہ کر دیا اور اس کے لیے روشنی پیدا کی کہ اس کی مدد سے وہ لوگوں میں چلتا پھرتا ہے' اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جس کی حالت یہ ہے کہ وہ تاریکیوں میں گھرا ہے وہاں سے نکل نہیں سکتا۔''

﴿وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ۝﴾ (الشوریٰ: ۴۲/۵۲-۵۳)

''اور ہم نے اسی طرح آپ کی طرف اپنا فرشتہ بھیجا جو ہمارا حکم لے کر آیا' آپ کو معلوم نہ تھا کہ کتاب کیا چیز ہے اور ایمان کیا شے ہے؟ لیکن ہم نے اسے نور قرار دیا جس کے ذریعے ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں سیدھی راہ دکھاتے ہیں اور بے شک آپ سیدھی راہ کی طرف دعوت دے رہے ہیں۔ اس اللہ تعالیٰ کی طرف جو تمام کائنات کا مالک ہے' جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے' سن لو! تمام امور اللہ ہی کی طرف لوٹیں گے۔''

﴿قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۝ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝﴾ (المائدۃ: ۵/ ۱۵-۱۶)

''اے اہل کتاب! یقیناً تمہارے پاس ہمارا رسول آچکا ہے تم کتاب میں سے جو کچھ چھپاتے ہو' وہ اس کا اکثر حصہ صاف صاف بیان کر دیتا ہے' اور بہت سی باتوں سے درگزر کر جاتا ہے۔ بے شک تمہارے پاس اللہ کا نور اور ایک واضح کتاب آچکی ہے

جس کے ذریعے اللہ ان لوگوں کو سلامتی کی راہیں دکھاتا ہے۔ جو اس کی خوشنودی کے طالب ہیں' اور اپنے حکم سے انہیں اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے' اور انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی بعثت کو لوگوں پر حجت بنایا' پس جس شخص نے آپ کی ہدایت سے راہنمائی حاصل کی تو وہ کامیاب ہے' اور جس نے انحراف کیا اور کج روی اختیار کی تو وہ ہلاک ہے۔ پس جو شخص نصرو تائید اور عزت و وقار کے ذریعے دنیا میں فلاح اور آخرت میں جنت' اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور جہنم کی آگ سے بچنا چاہتا ہے' تو اس پر لازم ہے کہ وہ اس ہدایت اور دین حق پر' مضبوطی سے جم جائے' جسے رسول اللہ ﷺ لے کر تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقٰى ٥ وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ٥ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ٥ قَالَ كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ٥﴾ (طٰهٰ: ۲۰/۱۲۳ - ۱۲۶)

''پس جو شخص میری ہدایت کی پیروی کرے گا تو وہ راستے سے بھٹکے گا نہ تکلیف و زحمت میں پڑے گا۔ اور جو شخص میرے ذکر سے منہ پھیر لے گا تو اس کے لیے تنگ دستی سے زندگی بسر کرنا ہوگا۔ اور قیامت کے دن ہم اسکو اندھا کر کے اٹھائیں گے وہ عرض کرے گا: میرے رب! تو نے مجھے اندھا کر کے کیوں اٹھایا ہے؟ میں تو دنیا میں آنکھوں والا تھا' حکم ہوگا اسی طرح ہماری آیات تیرے پاس آیا کرتی تھیں مگر تو نے انہیں بھلا دیا اور اسی طرح آج تجھے بھی بھلایا جا رہا ہے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے اور اس کی اتباع کرنے والے شخص کو ضمانت دی ہے کہ وہ دنیا میں گمراہ ہوگا نہ آخرت میں تکلیف و زحمت میں پڑے گا۔''

پھر انہوں نے درج ذیل آیت تلاوت فرمائی:

﴿فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَایَ فَلَا یَضِلُّ وَلَا یَشْقٰیo﴾ (طٰہٰ: ۲۰/۱۲۳)

''پس جس شخص نے میری ہدایت کی اتباع کی تو وہ راستے سے بھٹکے گا نہ تکلیف وزحمت میں پڑے گا۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے ان مومن بندوں کی مدح بیان فرمائی ہے جو رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کو قبول کرتے ہیں' سمع واطاعت کے ذریعے اس کے سامنے سرتسلیم خم کرتے ہیں' اس کے ذریعے ان کے سینے فراخ ہوتے ہیں اور وہ اس سے کبیدہ خاطر نہیں ہوتے اور وہ ظاہر و باطن میں تسلیم ورضا کا مظہر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّمَا کَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَی اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ لِیَحْکُمَ بَیْنَھُمْ اَنْ یَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَo وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَخْشَ اللّٰہَ وَیَتَّقْہِ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَo﴾ (النور: ۵۱-۵۲)

''جب مومنوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو انہیں صرف یہی کہنا چاہیے کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا اور اسی قسم کے لوگ فلاح پانے والے ہیں۔ اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا' اللہ سے ڈرے گا اور اس کا تقویٰ اختیار کرے گا تو ایسے ہی لوگ کامیاب ہوں گے۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی ذات کی قسم اٹھاتے ہوئے ایمان کی نفی فرمائی' مگر ایسے لوگوں کے ایمان کو ثابت قرار دیا جو اپنے باہمی تنازعات میں رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں' اس فیصلے کو دل وجان سے قبول و پسند کرتے ہیں' اس پر راضی ہوتے ہیں اور وہ اس فیصلے کو ناپسند کرتے ہیں نہ کوئی تنگی محسوس کرتے ہیں۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًاo﴾ (النساء: ۶۵)

''پس تمہارے رب کی قسم! یہ لوگ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام جھگڑوں میں آپ کو حاکم نہ بنائیں' پھر آپ کے فیصلہ سے اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور پوری طرح مان نہ لیں۔''

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کچھ لوگوں کی حالت بیان کی ہے کہ وہ دعویٰ تو کرتے ہیں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لاتے ہیں' لیکن جب عمل کی باری آتی ہے تو آپ انہیں دیکھیں گے کہ وہ اطاعت سے اعراض کرتے ہیں اور وہ ایسا اس لیے کرتے ہیں کہ ان کے دلوں میں علم و یقین کی کمزوری اور نفاق وشک کا غلبہ ہے' یہ بات اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان سے ظاہر ہوتی ہے:

﴿وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ○ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ ○ وَإِن يَكُن لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ○ أَفِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ أَن يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ ۚ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ○﴾ (النور: ٤٧-٥٠)

''اور وہ کہتے ہیں: ہم اللہ اور رسول پر ایمان لے آئے ہیں' اور ہم نے اطاعت کر لی' پھر اس کے بعد ان میں سے ایک گروہ منہ پھیر لیتا ہے اور یہ لوگ ایمان والے ہی نہیں۔ اور جب ان کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کریں تو ان میں سے ایک فریق فوراً روگردانی اختیار کر لیتا ہے اور اگر ان کو کچھ حق پہنچتا ہو تو مطیع ہو کر آپ کی طرف چلے آتے ہیں' کیا ان کے دلوں میں مرض ہے یا شک میں پڑے ہیں' یا اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کہیں اللہ اور اس کا رسول ان پر ظلم نہ کرے' نہیں بلکہ وہ خود ظالم ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَإِن يَكُن لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ۔

''اگر ان کو کچھ حق پہنچتا ہو تو اس کی طرف مطیع ہو کر چلے آتے ہیں۔''

علامہ ابن سعدی رحمہ اللہ اس آیت کی وضاحت میں فرماتے ہیں:

آیت کے ترجمہ میں ''اس کی طرف'' سے ''شرعی حکم کی طرف'' مراد ہے اور ((مذعنين)) ''مطیع ہو کر'' وہ اس حکم شرعی کی طرف اس لیے نہیں آتے کہ وہ حکم شرعی ہے بلکہ وہ اس کی طرف

اس لیے آتے ہیں کہ وہ ان کی خواہشات کے موافق ہے۔ اس صورت میں وہ قابل تعریف نہیں اگرچہ وہ مطیع ہو کر اس کی طرف آئیں' کیونکہ حقیقت میں عبد (غلام) وہ ہے: ''جو ہر حال میں حق کی اتباع کرتا ہے خواہ وہ اسے پسند ہو یا ناپسند' وہ اس کے لیے مسرور کن ہو یا باعث حزن وغم۔ رہا وہ شخص جو صرف اس صورت میں شریعت کی اتباع کرتا ہے جب وہ اس کی خواہش کے موافق ہو اور جب وہ اس کی خواہش کے موافق نہ ہو تو اس کی طرف التفات نہیں کرتا اور وہ خواہش کو شریعت پر مقدم کرتا ہے' تو ایسا شخص حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا عبد و غلام نہیں۔''①

تو پھر حقیقت میں مومن وہ شخص ہے: جو رسول اللہ ﷺ کی شریعت کو باقی تمام چیزوں پر مقدم رکھتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ اخذ و ترک میں اسے کسی قسم کا کوئی اختیار نہیں' بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کی پوری شریعت حاصل کرنے اور ہر حال میں اسے قبول کرنے اور اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کا پابند ہے اور وہ جانتا ہے کہ اگر اس نے رسول اللہ ﷺ کی شریعت کی مخالفت کی تو اس پر اس کا مواخذہ ہوگا جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝﴾

(الاحزاب: ٣٦)

''اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کے لیے جائز نہیں کہ جب اللہ اور اس کے رسول کسی بات کا فیصلہ کر دیں تو وہ اس میں اپنی رائے کو دخل دیں' اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا تو وہ کھلی گمراہی میں ہے۔''

امام ابن قیم رحمہ اللہ نے فرمایا:

''اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے اور اپنے رسول ﷺ کے امر کے بعد اختیار کا معاملہ ختم کر دیا' پس کسی مومن کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ آپ ﷺ کے امر کے بعد کسی چیز کو اختیار کرے بلکہ جب آپ فیصلہ فرما دیں تو آپ کا فیصلہ حتمی اور قطعی ہے......''

① تیسیر الکریم الرحمٰن: (سورۃ مریم: ۴۹)

''تمام مکلفین پر آپ کی اتباع واجب ہے' آپ ﷺ کی مخالفت ان پر حرام ہے۔
آپ ﷺ کے فرمان کی خاطر تمام اقوال چھوڑ دینا ان پر واجب ہے' آپ ﷺ کے حکم اور آپ ﷺ کے فرمان کی موجودگی میں کسی کے قول و حکم کی کوئی حیثیت نہیں' جیسا کہ آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے کسی شریعت کی کوئی حیثیت نہیں۔''①

پس اس مختصر مقدمہ کے دوران واضح ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی شریعت پر ایمان اس بات کو مستلزم ہے کہ ظاہری و باطنی طور پر آپ کی شریعت کی اتباع کی جائے اور اقوال د افعال اور خواہشات نفس میں سے کسی چیز کو اس شریعت پر مقدم نہ کیا جائے اور تمام جہانوں کے پروردگار اللہ تعالیٰ کے لیے مکمل عبودیت اسی چیز کا نام ہے اور خلق کی تخلیق میں یہی حکمت کار فرما ہے۔

میں نے صرف یاد دہانی کی خاطر یہ سطور پیش کی ہیں کیونکہ یہ یاد دہانی جس بات کو متضمن ہے اس سے واجب ہوتا ہے کہ یہ چیز ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت کے دل میں راسخ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (الذاریات /۵۱: ۵۵)

''اور آپ سمجھاتے رہیں کیونکہ ایمان والوں کو سمجھانا مفید رہتا ہے۔''

﴿سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى ۝ وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى ۝ الَّذِيْ يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرٰى ۝ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى ۝﴾ (الاعلیٰ: ۸۷/ ۱۳-۱۰)

''جس کو ڈر ہوگا وہ سمجھ جائے گا اور بدبخت اس سے علیحدہ ہی رہے گا۔ وہ جو بڑی آگ میں داخل ہوگا پھر وہاں مرے گا نہ زندہ رہے گا۔''

میں اللہ جل وعلا سے احسان عمل اور لغزشوں سے بچنے کی درخواست کرتا ہوں' گناہ سے بچنا اور نیکی کرنا محض اسی کی توفیق سے ممکن ہے۔

☆☆☆

① زاد المعاد: ۱/ ۳۸

کتاب سے پہلے تمہید

''صالحہ بیوی کی صفت'' یا ''اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خاوند کے اس کی اہلیہ پر جو حقوق فرض کیے ہیں'' یہ اس کتاب کا موضوع ہے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے دور کی خواتین کو اس موضوع کی معرفت حاصل کرنے کی انتہائی ضرورت ہے' اور یہ اس لیے ہے کہ امت عمومی طور پر اس مسئلے میں سستی و کوتاہی کا شکار ہے' جبکہ خواتین خاص طور پر انتشار و خلفشار اور پس و پیش کا شکار ہیں' وہ عمومی طور پر بری خصلتوں اور برائیوں پر راضی ہیں' ابلیس اور اس کے لشکر کے سامنے سر تسلیم خم کیے ہوئے ہیں' اور یہی وہ سبب ہے جس کی وجہ سے اس چیز سے اعراض کیے ہوئے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لیے مشروع کیا تھا کہ وہ ان کی حیات کے لیے منہج اور ان کی نجات کے لیے سبیل ہو۔

پس یہ وہ ہمہ گیر تباہی پھیلا دینے والا ریلا تھا جس کی وجہ سے دل اور چہرے اپنے رب اور اپنے خالق سبحانہ وتعالیٰ سے پھیر دیے گئے اور شیطان ان پر مسلط ہو گیا تو اس نے اس امت کو اس کا دین بھلا دیا۔

اگر آپ کو اس بارے میں کوئی شک ہو تو وہ المناک واقعات آپ کو بتا دیں گے جو ہمیں درپیش ہیں۔ کیا آپ بے حیائی و برائی پھیلتی ہوئی نہیں دیکھتے؟ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اللہ کی راہ سے روکا جا رہا ہے؟ اور فضا ان حیا باختہ نعروں سے گونج رہی ہے:

''ہمیں آزادانہ زندگی گزارنے دو' ہماری زندگی کو مکدر نہ بناؤ' ہمیں قدامت پسند پابندیوں میں نہ جکڑو' ہمیں ترقی کے ساتھ چلنے دو۔''

حقیقت حال ایسے ہی ہے' بدکار مردوں اور بدکار عورتوں کی یہی پکار ہے۔ اس قبیل کے لوگ ابوابِ جہنم کے داعی ہیں۔ ان کا مطمع نظر اور مقصدِ حیات یہی ہے کہ وہ حیوانوں کی سی زندگی بسر کریں وہ اپنی شہوات کے متعلق آزاد ہوں' ان کا مقصد وحید یہی ہے کہ کسی طرح پیٹ بھرے

جائیں اور شرم گاہوں کے ذریعے متمتع ہوا جائے' اس کے سوا ان کوئی غایت ہے نہ کوئی مطلب' وہ اپنے وجود کی حکمت کے بارے میں غور و فکر کرنے سے کنارہ کش ہیں' وہ اپنے مقصد تخلیق سے غافل ہیں' وہ اپنی سرکشی' نافرمانی اور گمراہی میں غرق ہو چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنْ اٰيٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمُ النَّارُ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝﴾

(یونس: ۱۰/ ۸-۷)

''بے شک وہ لوگ جو ہماری ملاقات کی امید نہیں رکھتے اور دنیوی زندگی پر خوش اور اس پر مطمئن ہو گئے ہیں' نیز وہ لوگ جو ہماری آیتوں سے بالکل غافل ہیں' ایسے لوگوں کا ان کے اعمال کی وجہ سے ٹھکانہ جہنم ہے۔''

پس اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو اسلام کی نعمت عطا کی ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنی ذات کے لیے باخبر ہو' وہ (اس بے راہ روی) کے ریلے میں بہہ جانے سے بچے اور یہ صرف تب ہی ممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی شریعت سے تمسک اختیار کیا جائے تاکہ اس طرح وہ اپنے مولیٰ و آقا سبحانہ و تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکے۔

مسلمان خواتین کو زیادہ احتیاط برتنی چاہیے اور یہ اس لیے ہے کہ عورت جبلی اور فطری طور پر کمزور اور ضعیف ہے۔ مردوں کی نسبت اس میں داعیہ شر زیادہ شدید ہوتا ہے اور اسی لیے جہنم میں زیادہ تر خواتین ہوں گی' جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءُ))[1]

''میں نے جہنم میں جھانکا تو میں نے دیکھا کہ وہاں زیادہ تر عورتیں تھیں۔''

مسلمان زوجہ کو اس بات کا زیادہ خیال رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے شوہر اور اس کے گھر کے متعلق جو ذمہ داریاں اس پر عاید کی ہیں وہ انہیں ادا کرے۔

---

[1] صحیح بخاری' بدء الخلق' باب ماجاء فی صفة الجنة ...... حدیث: ۳۲۴۱

اور یہ مختصر سی کتاب مسلمان بہنوں کو ان کے خاوندوں کے حقوق کی وضاحت کے بارے میں ایک یاددہانی ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے انہیں فائدہ پہنچائے گا اور وہ اپنے شوہروں کے حقوق کی ادائیگی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھیں گی وہ بے حیائی کی تشہیر کرنے والی عورتوں کے پیچھے نہیں چلیں گی جنہوں نے دختران عصر سے حیا کی چادر اتار ڈالی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو اسے پسند اور محبوب ہوں' وہ ہمیں' ہمارے بھائیوں اور ہماری بہنوں کو شیطان کی راہوں اور خواہشات کی اتباع کرنے سے بچائے۔ وہی ہمارا حمایتی اور مددگار ہے' پس وہ اچھا حمایتی اور اچھا مددگار ہے۔

مرد عورتوں کے نگران ومحافظ ہیں

مخلوق کے بارے میں اللہ عزوجل کی سنت اس بات کی مقتضی ہے کہ اس نے عورتوں کو مردوں کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اسی طرح چاہا اور ارادہ کیا۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ﴾

(الروم/ ۳۰:۲۱)

''اور اس کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہی میں سے تمہاری عورتیں پیدا کیں تا کہ تم ان کے ہاں آرام محسوس کرو اور تمہارے درمیان دوستی اور ہمدردی استوار کی' بے شک اس میں بھی ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو غور وفکر کرتے ہیں۔''

پس آدم علیہ السلام کی تمام بیٹیوں پر واجب ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کے ارادے کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں۔

اور اللہ تعالیٰ کی مشیت میں سے ہے کہ اس نے عورت کو ضعیف بنایا' پس اس کے ضعف کی وجہ سے اسے ان امور کا مکلّف وذمہ دار نہیں ٹھہرایا جن کا مردوں کو مکلف وذمہ دار ٹھہرایا۔ اور اسی لیے فرمایا:

﴿وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾ (البقرة/ ۲: ۲۲۸)

''اور مردوں کو عورتوں پر ایک گونہ فضیلت دی گئی ہے۔''

امام ابن کثیر رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: یعنی خلق وخُلق اور منزلت میں فضیلت' طاعت امر' انفاق اور مصالح کا اہتمام اور دنیا وآخرت میں فضیلت مراد ہے۔ ①

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

① تفسیر ابن کثیر: ۱/۴۸۰

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ ① عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾ (النساء/٤: ٣٤)

''مرد عورتوں کے نگران و محافظ ہیں کیونکہ اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس لیے کہ مرد اپنا مال (عورتوں پر) خرچ کرتے ہیں۔''

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے ﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: یعنی مرد عورت پر نگران و محافظ ہے۔ یعنی وہ اس کا رئیس' اس کا بڑا' اس پر حاکم اور جب وہ کج روی اختیار کرے تو وہ اس کا مؤدب یعنی اسکی اخلاقی تربیت کرنے والا ہے۔

﴿بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ﴾ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: یعنی مرد عورتوں سے افضل ہیں' مرد عورت سے بہتر ہے' اسی لیے نبوت مردوں کے ساتھ مخصوص تھی' اور اسی طرح بادشاہت عظمی بھی مردوں کے ساتھ ہی خاص ہے۔ یعنی حکم کی ذمہ داری و اختیار سونپنا۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَنْ يُّفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوْا اَمْرَهُمْ امْرَاَةً)) ②

''وہ قوم ہرگز فلاح نہیں پا سکتی جو اپنے امور و معاملات کسی عورت کے سپرد کر دے۔''

﴿وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ﴾

''اور اس لیے کہ وہ (مرد) اپنا مال (عورتوں پر) خرچ کرتے ہیں۔''

یعنی وہ حق مہر اور نان و نفقہ وغیرہ ان پر خرچ کرتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور اپنے نبی ﷺ کی سنت میں ان عورتوں کے حقوق ان مردوں پر واجب کیے ہیں ان کی ادائیگی میں

① ((اقـوامـون)) ''قوام'' کی جمع ہے' امام قرطبی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''قوام'' ''فعال'' کے وزن پر مبالغہ کا صیغہ ہے اس کا معنی ہے کسی چیز کی ذمہ داری' نظر و فکر کے ذریعے سے اس کے متعلق خود مختاری اور کوشش و اجتہاد کے ذریعے سے اس کی حفاظت۔ پس مردوں کی عورتوں پر نگرانی بس اسی حد تک ہے کہ وہ اس کی تدبیر و تادیب کرنے' اس کو گھر میں رکھنے اور اسے نمود و نمائش سے منع کرنے کا ذمہ دار ہے اور یہ کہ عورت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس (شوہر) کی اطاعت کرے اور اس کا حکم مانے بشرطیکہ وہ معصیت کا نہ ہو اور نفقہ و عقل اور جہاد و میراث اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے بارے میں قوت کی فضیلت مرد کو حاصل ہے۔ (تفسیر قرطبی: ١٦٩/٥)

② بخاری' المغازی' باب کتاب النبی ﷺ الی کسری و قیصر' حدیث: ۴۴۲۵

مرد ان عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں۔ پس مرد فی نفسہ عورت سے افضل ہے اسے اس (عورت) پر فضل وافضال حاصل ہے' پس مناسب یہی ہے کہ وہ اس پر نگران ومحافظ ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ.﴾ (البقرہ/٢: ٢٢٨)

''اور مردوں کو عورتوں پر ایک گونہ فضیلت حاصل ہے۔''①

عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا:

((أَلَا وَاسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّمَا هُنَّ عَوَانٌ عِنْدَكُمْ لَيْسَ تَمْلِكُونَ مِنْهُنَّ شَيْأً غَيْرَ ذٰلِكَ)) ②

''سن لو! تم عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو' وہ تو تمہارے پاس ''عوان'' ہیں' اس کے علاوہ تم ان سے کسی چیز کے مالک نہیں۔''

''عوان''۔''عانیۃ'' کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے ''قیدی'' گویا کہ آپ فرمارہے ہیں کہ وہ تمہارے قبضہ میں قیدی کی حیثیت سے ہیں' پس جس طرح قیدی کی ضروریات کا خیال رکھا جاتا ہے اسی طرح تم بھی ان کی ضرورتوں کا خیال رکھو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی اسی معنی کو مؤکد کرتا ہے' فرمایا:

((مَايَنْبَغِي لِأَحَدٍ أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ' وَلَوْكَانَ اَحَدٌ يَنْبَغِي أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا لِمَا عَظَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهَا مِنْ حَقِّهِ)) ③

''کسی شخص کے لیے لائق نہیں کہ وہ کسی کو سجدہ کرے' اگر کسی شخص کیلئے لائق ہوتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے' اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے حق کے حوالے سے اسے اس (عورت) پر جو عظمت عطا کی ہے۔''

مؤلف کتاب بیان کرتے ہیں' میں کہتا ہوں: اس حدیث میں اس بات پر قطعی دلیل ہے کہ

① تفسیر ابن کثیر: ٢/ ٢٧٦- ٢٧٥

② الترمذی' الرضاع' باب ماجاء فی حق المرأۃ علی زوجھا۔ حدیث: ١١٦٣

③ الترمذی' الرضاء باب ماجاء فی حق الزوج علی المرأۃ۔ حدیث: ١١٥٩

خاوند کو اپنی اہلیہ پر حق حاصل ہے کہ وہ اس (شوہر) کی تعظیم کرے' اور اس بات میں بھی کوئی اخفاء نہیں کہ سجدہ کسی عظیم ذات کے لیے زیبا ہے' اور اگر کسی انسان کے لیے سجدہ کرنا جائز ہوتا تو پھر خاوند اس بات کا سب سے زیادہ حق دار تھا کہ اس کی اہلیہ اسے سجدہ کرتی' اور مرد کے اپنی اہلیہ پر حق کی تاکید کے بارے میں یہ بلیغ تر حدیث ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''عورت پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حق کے بعد خاوند کے حق سے زیادہ واجب تر کسی اور کا حق نہیں۔''①

میری مسلمان بہن! آپ ﷺ کے فرمان ''اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے حق کے حوالے سے اس (عورت) پر جو عظمت عطا کی۔'' پر غور فرمائیں' یہ فرمان اس (خاوند) کی اطاعت کے وجوب اور اس کے حق و منزلت کی معرفت پر دلالت کرتا ہے اور یہ حق واختیار کسی بشر نے انہیں عطا نہیں کیا بلکہ یہ تو اس ذات کی طرف سے ہے جو علام الغیوب ہے' جس کے حکم پر کسی کو اعتراض کرنے کی اجازت ہے نہ کوئی اس کی شریعت و حکم کو بدل سکتا ہے۔ پس اس ساری تفصیل کے بعد آدمی کو عورت پر کیسے نگران ومحافظ اور اس کا آقا وسربراہ نہیں ہونا چاہیے؟

عورت کی نسبت مرد کا یہ مقام ومرتبہ اور حیثیت ہے۔

مرد کی نسبت عورت کا مقام و مرتبہ اور حیثیت:

اس کی خاوند کے سامنے یہی حیثیت ہے جیسے مملوک غلام کی اپنے آقا وسربراہ کے لیے ہوتی ہے' عورت کو اپنے رب سبحانہ وتعالیٰ کے حق کے بعد اپنے خاوند کے حق کو سب سے زیادہ اہمیت دینی چاہیے۔

پس ہمارے زمانے کی خواتین کو متنبہ ہو جانا چاہیے' خاص طور پر دورِ حاضر کی وہ خواتین جو نافرمان اور مردوں سے مشابہت کرتی ہیں' وہ جو اپنے خاوندوں پر غالب ہیں' ان کے نزدیک ان (خاوندوں) کے حقوق کی کوئی اہمیت نہیں بلکہ انہوں نے اپنے طور پر اپنے آپ کو خاوند کا نگران و

① مجموعہ فتاویٰ شیخ الاسلام (۳۲/۲۷۵)

سربراہ بنالیا ہے' وہ جیسے چاہتی ہیں ان سے کام لیتی ہیں اور جیسے چاہتی ہیں ان کے ساتھ سلوک کرتی ہیں۔ اس طرح قدریں تبدیل ہو گئیں۔ جس طرح اس دور میں ہر چیز کے بارے میں لوگوں کی حالت ہے کہ انہوں نے ہر فضیلت والی چیز کو الٹ دیا اور ہر بری چیز کو زینت بخش دی۔ اور ان لوگوں کے پیچھے چل پڑے جو دنیا کی طرف مائل ہو گئے اور انہوں نے اپنی خواہشات نفس کی اتباع کی خواہ وہ اہل مشرق ہوں' خواہ اہل مغرب' ان لوگوں نے بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والی چیز کو چھوڑ کر ادنیٰ حصے کو اختیار کر لیا' یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے آخرت کے بدلہ میں دنیا کی زندگی کو اور باقی رہنے والی اور ختم نہ ہونے والی نعمتوں کے بدلہ میں لذت فانی کو خرید لیا۔

پس اے مسلمان بہن! اللہ تعالیٰ تجھے اسلام کی راہ پر چلائے' ان گمراہوں اور پستیوں' گہرائیوں اور رذیلت کے داعیوں کی راہ اختیار کرنے سے بچو' یہ لوگ اس پستی و رذیلت کو ''حریت اور ترقی'' کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ جس طرح وہ ہر چیز کے نام کے متعلق ملمع سازی کے ذریعے دھوکہ دیتے ہیں (جس طرح دورِ حاضر میں سود کا نام منافع رکھ دیا) اور وہ یہ سب کچھ اس لیے کرتے ہیں کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روک دیں۔

پس اے بہن! ایسے لوگوں کا ہم راہی بننے سے مکمل طور پر احتیاط کریں۔ کیونکہ آپ کے سامنے وہ دن (قیامت) بھی ہے جس کی ہولنا کی بچوں کو بوڑھا کر دے گی۔

☆☆☆

نیک بیوی

دنیا منقطع سفر کا طریق ہے جو کہ خطرات سے گھرا ہوا ہے' مسافت مجہول ہے' اس کے مسافر کو معلوم نہیں کہ وہ کب ترک سفر کرے گا' وہ اپنی رفتار کے بارے میں مطمئن نہیں' وہ نہیں جانتا کہ کب زندگی ختم ہو جائے۔ مسافر کے پاس زادِراہ ضرور ہونا چاہیے' اس کے وحشت کے لمحات میں کوئی مانوس شخصیت اس کے ساتھ ہونی چاہیے۔ اس صورت میں پاکیزہ تر اور لطف اندوز چیز جسے اللہ تعالیٰ نے حلال چیزوں میں سے مباح قرار دیا اور شہوات کے حوالے سے جس کے بارے میں رخصت عنایت فرمائی اور جسے بہتر بنایا وہ نیک بیوی ہے' کیونکہ وہ بہترین رفیق اور افضل مانوس شخصیت ہے' وہ سفر کی صعوبتوں میں معاون ہے' اس کے ذریعے بندہ بہت سے خطرات و مشکلات سے بچ جاتا ہے' اس طرح کیسے نہ ہو' وہ نیک' اطاعت گزار اور تابع فرمان ہے جس کی صفت ہی یہی ہے کہ جب خاوند اسے حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرتی ہے۔ جب وہ اسے دیکھے تو وہ اسے خوش کر دیتی ہے اور وہ اس کی (عزت کی) حفاظت کرتی ہے خواہ وہ پاس ہو یا دور ہو۔

نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَلدُّنْیَا کُلُّھَا مَتَاعٌ وَخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا الْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ))①

''دنیا قابل استفادہ چیز ہے' اور دنیا کی بہترین قابل استفادہ چیز نیک بیوی ہے۔''

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان میں نیک خواتین کی مدح فرمائی:

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

''چار چیزیں باعث سعادت ہیں: نیک بیوی' کشادہ مسکن' نیک پڑوسی اور اچھی سواری۔ اور چار چیزیں باعث شقاوت ہیں: برا پڑوسی' بری بیوی' تنگ رہائش اور بری سواری۔''2

﴿فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ﴾ (النساء/٤: ٣٤)

---

① مسلم' الرضاع' باب خیر متاع الدنیا۔ حدیث: ۱۴۶۹

② صحیح ابن حبان' حدیث: ۴۰۲۱ بروایت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔

"پس نیک عورتیں (خاوندوں کی) تابع فرمان ہوتی ہیں اور اللہ کی عنایت سے غائبانہ (تمام امور کی) حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں۔"

((الصالحات)) "یعنی دین میں مستقیم اور راست رو۔"

((قانتات)) قتادہ اور ثوری رحمہما اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اور اپنے خاوندوں کی اطاعت گزار۔"

((حافظات للغیب)) قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے ان کے ذمے جو اپنا حق لگایا ہے اس کی حفاظت کرنے والی ہیں اور اپنے خاوندوں کے تمام امور کی غائبانہ طور پر بھی حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں۔"

ابن جریر رحمہ اللہ نے فرمایا:

"وہ اپنے خاوندوں کی غیر موجودگی میں اپنی شرم گاہوں اور اپنے خاوندوں کے اموال کی حفاظت کرتی ہیں' اور اللہ تعالیٰ کے حق کے بارے میں ان پر جو واجب ہے وہ اس کی حفاظت کرتی ہیں۔" ①

نبی ﷺ کا فرمان اس آیت کی مزید وضاحت کرتا ہے۔ فرمایا:

((إِذَا صَلَّتِ الْمَرْأَةُ خَمْسَهَا وَ صَامَتْ شَهْرَهَا' وَ حَفِظَتْ فَرْجَهَا' وَ أَطَاعَتْ زَوْجَهَا' فَلْتَدْخُلْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَ تْ)) ②

"جب عورت اپنی پانچ (فرض) نمازیں پڑھے' ماہ رمضان کے روزے رکھے' اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو پھر وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔"

رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون سی عورت بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

((الَّذِی تَسُرُّهُ إِذَا نَظَرَ وَتُطِيعُهُ إِذَا أَمَرَ وَلَا تُخَالِفُهُ فِيمَا يَكْرَهُ فِي نَفْسِهَا وَمَالِهِ۔)) ③

---

① تفسیر ابن جریر ۶۰/۵ ② مسند احمد ۱۹۱/۱ بروایت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ۔ حدیث حسن ہے۔ ③ مسند احمد: ۲۵۱/۲' ۴۳۲' ۴۳۸

”جب وہ (خاوند) دیکھے تو وہ (عورت) اس کو خوش کر دے جب وہ حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور وہ اس کی ذات کے بارے میں اور اپنے مال کے بارے میں کوئی چیز ناپسند کرے تو وہ (عورت) اس کی مخالفت نہ کرے۔“

یہ وہ صفات ہیں جو قابل تعریف عورتوں کی اپنے خاوندوں کے ساتھ ہوتی ہیں:

(۱) نیکی کے کاموں اور خاوندوں کے ساتھ حسن سلوک کی صفت سے متصف نیک عورتیں۔

(۲) اللہ تعالیٰ کی معصیت کے امور کے علاوہ اپنے خاوندوں کی اطاعت گزار۔

(۳) اپنے خاوندوں کی غیر موجودگی میں اپنے نفس کی حفاظت کرنے والی خواتین۔

(۴) خاوندوں کے اموال کی حفاظت کرنے والی خواتین۔

(۵) اپنے خاوندوں کو وہی مناظر ظاہر کرتی ہیں جو ان کے لیے خوش کن ہوں۔

جیسے خندہ پیشانی، جمال منظر، حسن مظہر اور خاوند کی غمگساری۔ اسی طرح آپ بھی ہو جائیں۔ میری مسلمان بہن! تا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور اس کی رضامندی حاصل کر سکیں۔

نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((نِسَآؤُكُمْ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ: الْوَدُوْدُ، الْوَلُوْدُ، الْعَؤُوْدُ عَلَى زَوْجِهَا، الَّتِيْ إِذَا غَضِبَ جَاءَتْ حَتَّى تَضَعَ يَدَهَا فِيْ يَدِ زَوْجِهَا، ثُمَّ تَقُوْلَ: لَاأَذُوْقُ غُمْضًا حَتَّى تَرْضَى۔)) ①

”تمہاری جنتی خواتین اپنے خاوندوں سے محبت کرنے والی، زیادہ بچوں کو جنم دینے والی، اپنے خاوند کو نفع پہنچانے والی، وہ عورت جب اس کا خاوند ناراض ہو جائے تو وہ اس کے پاس آتی ہے حتی کہ اس کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے کر کہتی ہے: میں سو نہیں سکتی حتی کہ آپ راضی ہو جائیں۔“

پس اے مسلمان بہن! اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے، یہ اوصاف ہیں، آپ ان سے متصف ہو جائیں تا کہ آپ اپنے اور اپنے خاوند کے لیے دنیا اور آخرت کی سعادت مند زندگی ثابت

① النسائی فی الکبری۔ تحفۃ الاشراف: ۴/۴۵۴

کر سکیں۔

آپ اس دور کی خواتین سے محتاط رہیں کہ جب خاوند اپنی اہلیہ کو ناراض کر بیٹھتا ہے تو وہ اس کی خدمت میں عرض کرتا ہے: جناب جب تک آپ راضی نہیں ہوں گی میں سو نہیں سکوں گا۔ جبکہ زوجہ محترمہ نخرہ، غرور میں ہوتی ہیں! یہ بری صورت حال ہے، بسا اوقات بہت سے عقل مند شوہر کسی مصلحت کی خاطر اس صورت کو برداشت کرتے ہیں۔ جیسا کہ وہ ڈرتے ہیں کہ ان کی اہلیہ ان کو چھوڑ کر چلی جائے گی، اس کی اولاد ضائع ہو جائے گی۔ لیکن بہت سے گھروں میں معاملہ اس حد سے گزر چکا ہے۔ اس بارے میں ہمیں بڑی عجیب قسم کی خبریں پہنچتی ہیں کہ مسلمانوں کے خاندان ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گئے۔ بہت سی عورتوں کی طرف سے شدید مخالفت کی خبریں موصول ہوئیں۔ پس اگر گھر اللہ کے خوف و نگرانی اور اللہ کی حدود پر قائم رہنے سے آزاد ہو جائیں تو پھر وہاں بلائیں اور مصائب نازل ہوتے ہیں۔

جتنے بھی خاندان مسائل اور مشکلات میں ہیں ان کا سبب وہی ہے جو ہم نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرنا۔ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ**۔

اس بحث سے ان عورتوں کو متنبہ کرنا مقصود ہے جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا تصور باقی ہے۔ تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرنے اور اس کے حکم کی مخالفت کرنے سے بچیں۔

☆☆☆

عورت کی سرکشی

((الـنـشـوز)) اس کا معنی ہے ''ارتفاع'' اور ''ناشز عورت'' سے وہ عورت مراد ہے جو اپنے شوہر پر غالب ہو' اس کی مخالفت کرتی ہو' اس کی اطاعت نہ کرتی ہو' اور اللہ تعالیٰ نے جو مقام و مرتبہ اسے عطا کیا ہے وہ اس پر راضی نہ ہو اور وہ آدمی کی نگرانی اور سربراہی اپنے اوپر قبول نہ کرتی ہو اور دورِ حاضر میں اس طرح کی بہت سی عورتیں ہیں۔

اور جس عورت کا یہ وصف ہو تو وہ تمام عورتوں سے زیادہ خسارے میں ہے۔ ان سب سے کم قدر و منزلت والی اور بہت برے نصیب والی ہے۔ شریعت نے اس مسئلہ کو بھی آزاد نہیں چھوڑا' اس نے ایسی عورت کی کجی دور کرنے اور اس کے عیوب کی اصلاح کے لیے راہنمائی فرمائی ہے' پس اللہ تعالیٰ نے خاوندوں کو حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ﴾ (النساء/٤: ٣٤)

''اور جن عورتوں کی سرکشی کا تمہیں اندیشہ ہو تو پہلے انہیں نصیحت کرو' اور انہیں بستر پر تنہا چھوڑ دو اور (اگر پھر بھی نہ مانیں تو) انہیں مارو۔''

پس اللہ تعالیٰ نے اس کی تادیب کے لیے تین مراتب بیان فرمائے۔

(۱) نصیحت:

یہ تب ہے جب عورت کی طرف سے محض سرکشی کی علامات ظاہر ہوں' تو مرد اللہ تعالیٰ کے تقویٰ اور اس کی خشیت کے ذریعے اس کو سمجھائے گا اور اللہ تعالیٰ نے جو اس کا حق اس پر واجب کیا ہے اس کے متعلق بتائے گا اور اس کی اطاعت کرنے پر ثواب اور معصیت و نافرمانی پر مرتب ہونے والے گناہ کے متعلق اسے آگاہ کرے گا۔

پس اگر تو وہ صلاح و دین والی خاتون ہوئی اور اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی خشیت ہوئی تو یہ نصیحت اسے فائدہ پہنچائے گی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿سَيَذَّكَّرُ مَنْ يَّخْشٰى﴾ (الاعلی/۸۷: ۱۰)

''جو ڈرتا ہے وہ نصیحت قبول کرلے گا۔''

ہاں اگر وہ خاوند کی معصیت پر مصر رہتی ہے تو پھر یہ سمجھانا اس کے لیے نفع مند نہیں۔ایسی صورت میں تادیب کا دوسرا مرتبہ اختیار کیا جائے گا۔

(۲) خواب بستر پر تنہا چھوڑنا:

اور اس سے مراد ہے جماع نہ کرنا اور اس بارے میں نبی ﷺ فرماتے ہیں:

((وَلَا تَهْجُرْ إِلَّا فِي الْبَيْتِ))①

''صرف گھر کے اندر ہی علیحدگی اختیار کر۔''

بعض ائمہ سلف کا یہ موقف ہے کہ جب تک وہ اپنا رویہ تبدیل نہ کرے تو خاوند ترک جماع کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ کلام کرنا بھی چھوڑ دے۔

پس اگر وہ اپنا رویہ تبدیل کرنے سے انکار کرے تو پھر ترک کلام اور ترک جماع اس کے لیے نفع مند نہیں۔ایسی صورت میں تادیب کا تیسرا مرتبہ اختیار کرنا چاہیے۔

(۳) ایسی مار مارنا جو کہ اذیت رساں نہ ہو:

حجۃ الوداع کے موقع پر نبی ﷺ کا فرمان اسے مؤکد کرتا ہے۔فرمایا:

((وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُوْنَهُ فَإِنْ فَعَلْنَ ذٰلِكَ فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ)) ②

''تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی ایسے شخص کو نہ آنے دیں جسے تم ناپسند کرتے ہو پس اگر وہ ایسا کریں تو پھر انہیں ایسی مار مارو جو اذیت رساں نہ ہو۔''

اور مارتے وقت نبی ﷺ کے فرمان کے مطابق چہرے پر مارنے اور چہرے کو قبیح اور برا کہنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔آپ ﷺ نے فرمایا:

① مسند احمد: ۵/۳،۵۔ ابو داؤد (۲۱۴۲)

② مسلم' الحج باب حجة النبی ﷺ۔ حدیث: ۱۲۱۸

((لَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ وَلَا تُقَبِّحْ)) ①

''چہرے پر مارنہ چہرے کو قبیح اور برا کہہ۔''

پس جو عورت اپنے خاوند کی اطاعت نہ کرے تو اس کی تادیب کے یہ تین مراتب ہیں۔ پس اگر یہ تینوں مراتب کارگر نہ ہوں اور خاوند اس کی اصلاح سے عاجز آ جائے تو پھر اس صورت میں خلع یا طلاق کے ذریعے علیحدگی اختیار کرنے کے علاوہ کوئی علاج نہیں۔

خلع بیوی کی طرف سے ہوتا ہے' اس کی صورت یہ ہے کہ بیوی نے خاوند سے جو حق مہر لیا ہوتا ہے وہ اسے خاوند کو واپس کر دیتی ہے۔ اس کا خاوند کے ساتھ ایسا کرنا ناقابل عفو ہے بلکہ وہ عورت گناہ گار اور ظالم ہے۔

رہی طلاق تو وہ خاوند کی طرف سے واقع ہوتی ہے جو کہ بالکل واضح ہے' وہ ایسا کرنے میں گناہ گار ہے نہ اس وجہ سے اس پر کوئی حرج ہے لیکن اگر وہ ظلم کی وجہ سے ایسا کرتا ہے تو تب گناہ گار ہوگا۔

اے مسلمان بہن! پس اپنے خاوند کی معصیت اور اس کے خلاف سرکشی کرنے سے بچ جاؤ کیونکہ اس کا گناہ کبیرہ ہے اور اس کی سزا بڑی پر خطر ہے۔ اور اگر تمہارا خاوند تمہارے حقوق کے بارے میں اللہ سے ڈرتا ہے اور وہ اچھے انداز میں انہیں ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تمہاری حق تلفی کرتا ہے نہ تم پر ظلم کرتا ہے اور تم پھر بھی اس کی معصیت کرتی ہو اور اس کے خلاف سرکشی کرتی ہو تو پھر تمہاری سزا اور انجام انتہائی شدید اور بھیانک ہے۔

ہاں اگر وہ تمہاری حق تلفی کرتا ہے یا تم پر ظلم کرتا ہے' تو پھر تم بھلے طریقے سے اپنا حق اس سے حاصل کر لو اس کی معصیت کر کے اور اس کے خلاف سرکشی اور استکبار کرتے ہوئے نہیں' عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہند رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی: کہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ بخیل آدمی ہے تو کیا اگر میں چوری چھپے اس کے مال میں سے کچھ لے لوں تو مجھ پر کوئی گناہ ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((خُذِيْ أَنْتِ وَ بَنُوْكِ مَا يَكْفِيْكِ بِالْمَعْرُوْفِ)) ①

① مسند احمد: ۵/۳-۵' ابوداؤد (۲۱۴۲) ② مسلم' الاقضیۃ' باب قضیۃ ہند۔ حدیث: ۱۷۱۴

''تم اور تمہارے بیٹے بھلے طریقے سے اس قدر لے لو جو تمہارے لیے کافی ہو۔''

سرکشی کی صورتیں:

سرکشی کی بہت سی صورتیں ہیں کیونکہ وہ خاوند کی معصیت اور اس کی اطاعت سے الگ ہونا ہے۔ اور اس کی انواع دائرہ شمار میں نہیں لائی جاسکتیں' لیکن بعض صورتیں ایسی ہیں جن کی مصیبت عام اور بڑا خطرہ ہے۔ ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

☆ عورت کا حج کے لیے تلبیہ پکارنا تاکہ اس کا خاوند اس سے جماع نہ کر سکے۔ اور سرکشی کی یہ بڑی پرخطر قسم ہے' اس بارے میں حدیث بیان کی جائے گی۔

☆ اپنی ذات کے بارے میں خاوند کی خیانت کرنا' جیسے کسی اجنبی شخص کے ساتھ عشقیہ تعلقات قائم کرنا۔

☆ خاوند کی موجودگی یا اس کی عدم موجودگی میں کسی ایسے شخص کو گھر میں آنے کی اجازت دینا جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔

☆ خاوند کے گھر میں اس کی خدمت نہ کرنا۔

☆ اس کے مال کو ناجائز جگہوں پر خرچ کر کے اڑا دینا۔

☆ سب وشتم اور بری گفتگو کے ذریعے اسے اذیت پہنچانا۔

☆ خاوند کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے باہر نکلنا اور مسلمانوں کے گھروں میں یہ چیز انتہائی باعث تفتیش اور باعث انتشار ہے۔

☆ خاوند کے راز افشاء کرنا۔

سرکشی کی یہ چند وہ صورتیں ہیں جن سے یا ان میں سے بعض صورتوں میں سے مسلمانوں کا کوئی اکا دکا گھر ہی بچا ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ سے مدد کی درخواست ہے۔ گناہ سے بچنا اور نیکی کرنا محض اسی کی توفیق سے ممکن ہے۔

پس اے میری مسلمان بہن! اللہ سے ڈر جا کیونکہ تم ضعیف و ناتواں ہو جبکہ اللہ تعالیٰ کا عذاب شدید ہے۔

عورت کی اپنے خاوند کی نافرمانی کرنے کے متعلق وارد وعید کا بیان

یقیناً اللہ تعالیٰ نے حدود متعین کی ہیں پس جو شخص ان حدود سے تجاوز کرتا ہے تو وہ اپنی جان پر ظلم کرتا ہے' اس وجہ سے وہ اپنے رب کی سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے' عورت کا اپنے خاوند کے حق کی ادائیگی کا اہتمام کرنا اللہ تعالیٰ کی حدود قائم کرنا ہے اور نیک بیوی کی صفت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرنے والی ہے' یہی وہ خاتون ہے جس کے بارے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے امید کی جاتی ہے کہ وہ حساب وکتاب کے روز کامیاب ہو جائے گی۔

جہاں تک سرکش بیوی کا تعلق ہے جو اپنے خاوند کی نافرمانی کرتی ہے' اس کو اذیت پہنچاتی ہے' اس کے خاوند کا جو اس پر حق واجب ہے اسے ادا نہیں کرتی' تو وہ اللہ تعالیٰ کی حدود سے تجاوز کرنے والی' اپنی جان پر ظلم کرنے والی اور اپنے رب کی سزا کی مستحق ہے۔

ایسی احادیث موجود ہیں جو اس کی بڑی غلطی اور اس کی بری سزا پر دلالت کرتی ہیں۔ وہ احادیث درج ذیل ہیں۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَامِنْ رَجُلٍ یَدْعُوْا امْرَاَتَہٗ اِلٰی فِرَاشِھَا فَتَاْبٰی عَلَیْہِ اِلَّا کَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَاءِ سَاخِطًا عَلَیْھَا حَتّٰی یَرْضٰی عَنْھَا))

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! جب کوئی آدمی اپنی اہلیہ کو اپنے بستر پر بلاتا ہے اور وہ انکار کر دیتی ہے تو وہ ذات (اللہ تعالیٰ) جو آسمان میں ہے اس (عورت) پر ناراض ہو جاتی ہے حتیٰ کہ وہ (خاوند) اس پر راضی ہو جائے۔''

ایک اور روایت میں ہے:

((اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَاَتَہٗ اِلٰی فِرَاشِہٖ فَاَبَتْ (اَنْ تَجِیْءَ) فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَیْھَا لَعَنَتْھَا الْمَلَائِکَۃُ حَتّٰی تُصْبِحَ))①

① مسلم' النکاح' باب تحریم امتناعھا من فراش زوجھا۔ حدیث: ۱۴۳۶

''جب آدمی اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلاتا ہے' اور وہ (آنے سے) انکار کر دیتی ہے تو وہ (خاوند) اس پر رات بھر ناراض رہتا ہے تو پھر صبح ہونے تک فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔''

اور ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں:

((حَتّٰی تَرْجِعَ))①

''(فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں) حتی کہ وہ رجوع کر لے۔''

کتاب کے مؤلف بیان کرتے ہیں ((حتی ترجع)) کے الفاظ عقوبت کے لحاظ سے ((حتی تصبح)) کے الفاظ سے زیادہ سخت ہیں۔ جیسا کہ ظاہر ہے۔

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا:

((لَا تُؤْذِی امْرَأَةٌ زَوْجَهَا فِی الدُّنْیَا إِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ' لَا تُؤْذِیْهِ قَاتَلَكِ اللّٰهُ فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِیْلٌ یُوْشِكُ أَنْ یُفَارِقَكِ إِلَیْنَا)) ②

''جب کوئی عورت دنیا میں اپنے خاوند کو تکلیف پہنچاتی ہے تو اس کی جنت والی بیوی (حور) کہتی ہے: اللہ تجھے غارت کرے' اسے تکلیف نہ پہنچا' وہ تو تیرے پاس (چند روز کا) مہمان ہے' قریب ہے کہ وہ تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس چلا آئے۔''

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اثْنَانِ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمَا رُؤُوْسَهُمَا: عَبْدٌ آبِقٌ مِنْ مَوَالِیْهِ حَتّٰی یَرْجِعَ إِلَیْهِمْ وَامْرَأَةٌ عَصَتْ زَوْجَهَا حَتّٰی تَرْجِعَ))③

''دو قسم کے لوگ ہیں جن کی نماز ان کے سروں سے اوپر بلند نہیں ہوتی: اپنے مالکوں سے بھاگا ہوا غلام حتی کہ وہ ان کی طرف پلٹ آئے اور وہ عورت جس نے اپنے خاوند کی نافرمانی کی حتی کہ وہ رجوع کر لے۔''

---

① مسند احمد ۲/۲۵۵۔ ابو داؤد (۲۱۴۱)

② الترمذی' الرضاع' باب الوعید للمرأة علی ایذاء المرأة۔ حدیث: ۱۱۷۴

③ المعجم الاوسط للطبرانی و مستدرک حاکم: (۴/۱۷۳)

اور ایک دوسری روایت میں تین قسم کے لوگوں کا ذکر ہے:

(۱) مفرور غلام۔

(۲) وہ عورت جس کا خاوند رات بھر اس سے ناراض رہے۔

(۳) وہ امام جس کو اس کے مقتدی ناپسند کرتے ہوں۔ ①

پس اللہ کی باندی! اس بیان سے نصیحت حاصل کر۔ تیرے رب نے تیرے خاوند کی جو اطاعت تجھ پر واجب کی ہے اسے ادا کرنے کا اہتمام کر اور اچھی طرح جان لے کہ وہ تیری جنت ہے اور تیری جہنم ہے۔ جیسا کہ حصین بن محصن کی روایت سے ثابت ہے کہ اس کی پھوپھی کسی غرض سے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ پس جب وہ اپنی ضرورت سے فارغ ہوئیں تو نبی ﷺ نے ان سے پوچھا: ''کیا تم شادی شدہ ہو؟'' انہوں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے پوچھا: ''تم اس سے کس طرح کا سلوک کرتی ہو؟'' تو انہوں نے عرض کیا: میں مقدور بھر کوشش کرتی ہوں کہ اس کی خدمت میں کوئی کمی نہ کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَانْظُرِیْ اَیْنَ اَنْتِ مِنْهُ فَاِنَّمَا هُوَ جَنَّتُكِ وَ نَارُكِ)) ②

''پس تم دیکھو تم اس کی وجہ سے کہاں پہنچتی ہو، وہی تمہاری جنت ہے اور وہی تمہاری جہنم ہے۔''

حدیث میں آپ نے فرمایا: ((کیف انت لہ؟)) یعنی تیرا اس کے ساتھ کیسا سلوک ہے؟ کیا تم اس کی اطاعت کرتی ہو؟ اس کا حق ادا کرتی ہو؟ یا اس کے ساتھ تکبر و غرور کے ساتھ پیش آتی ہو اور اس سے بے رخی اختیار کرتی ہو اور اس کے مقام و مرتبہ اور اس کی فضیلت اور اس کے ساتھ حسن معاشرت کا انکار کرتی ہو؟

آپ ﷺ نے حدیث میں دوسری بات یہ بیان فرمائی! اگر تم نے اس کی اطاعت کی تو وہ تمہارے جنت میں جانے کا باعث ہوگا اور اگر اس کی معصیت کی تو اس کی معصیت تمہارے جہنم میں جانے کا باعث ہوگی۔

---

① الترمذی، الصلوٰۃ، باب ماجاء فی کراھیة أن یخص الامام نفسه بالدعاء۔ حدیث: ۳۶۰

② مسند احمد (۴/۳۴۱، ۶/۴۱۹)

میری مسلمان بہن! ہم نے جو بیان کیا اس سے جان لے کہ خاوند کی سرکشی اور معصیت کبیرہ گناہ ہے جو کہ جبار تعالیٰ کے غضب' فرشتوں کی لعنت' حور کی بددعا' نماز کا عدم قبول حتیٰ کہ جہنم میں دخول کا موجب ہے' ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی ناراضی کے متعلق پناہ طلب کرتے ہیں اور ہم اس سے اس کی رضامندی اور مغفرت کی درخواست کرتے ہیں۔

پس تم اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ' اور تم نے شادی کے ذریعے جس امانت کو اٹھایا تھا اسے ادا کرو' اور وہ امانت ہے خاوند کی اطاعت اور اس سے حسن سلوک' اور اس کا جو عظیم حق تم پر واجب ہے اس کی ادائیگی سے غافل نہ ہو' حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک آدمی اپنی بیٹی کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا:

اللہ کے رسول! یہ میری بیٹی ہے' اس نے شادی کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: ''اپنے باپ کا کہا مانو'' اس نے عرض کیا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا! میں شادی نہیں کروں گی حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے بتائیں کہ خاوند کا اپنی اہلیہ پر کیا حق ہے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((حَقُّ الزَّوْجِ عَلَى زَوْجَتِهِ أَنْ لَوْ كَانَتْ بِهِ قُرْحَةٌ فَلَحَسَتْهَا مَا أَدَّتْ حَقَّهُ)) ①

''شوہر کا اپنی اہلیہ پر یہ حق ہے کہ اگر خاوند کو کہیں پھوڑا وغیرہ نکل آئے تو اس کی اہلیہ اسے انگلی سے چاٹ کر صاف کر دے تو بھی اس نے اس کا حق ادا نہیں کیا۔''

پس تم اس امانت کی ادائیگی میں کسی تفریط کا شکار نہ ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عتاب سے بچو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حق اطاعت کے علاوہ کسی اور کی اطاعت کو اپنے خاوند کی اطاعت پر مقدم نہ کرو۔ اس کی خواہش کی خاطر اپنی خواہش قربان کر دو' اسی طرح تم اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے ذریعے نجات اور فوز وفلاح حاصل کر لوگی۔

☆☆☆

① ابن ابی شیبة: ۴/ ۳۰۳ حدیث حسن ہے۔

شوہر اپنی اہلیہ کو اپنے بستر پر بلاتا ہے

آدمی کا اپنی اہلیہ پر یہ سب سے بڑا حق ہے' کیونکہ شادی کی سب سے بڑی غایت یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو پاک دامن بنائے۔ اپنی عفت وعصمت کا خیال رکھے۔ اپنے نفس کو شہوت کی تباہ کاریوں سے بچائے۔ پس جب وہ اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے اپنی اہلیہ کو بلائے اور اگر وہ اس سے انکار کردے تو اس کا انکار شادی کی اس غایت کو ختم کر دیتا ہے۔ اور یہ مرد کو حرام کاری کا راستہ اختیار کرنے کا باعث بنتا ہے۔

پس اس لیے اس عورت پر فرض ہے کہ جب اس کا شوہر اسے بلائے تو وہ اس سے انکار نہ کرے خواہ رات کا کوئی وقت ہو یا دن کا۔ طلق بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِذَا دَعَا الرَّجُلُ زَوْجَتَهُ لِحَاجَتِهِ فَلْتُجِبْهُ وَاِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّوْرِ)) ①

"جب آدمی اپنی ضرورت کے لیے اپنی اہلیہ کو بلائے تو وہ اس کے پاس چلی آئے خواہ وہ تندور پر ہو۔"

پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت کو کسی حال میں بھی اپنے خاوند کی مخالفت اور عدم اطاعت کی اجازت نہیں خواہ وہ تندور پر روٹیاں پکانے میں مصروف ہو کہ اگر اس نے روٹی وہیں چھوڑ دی تو وہ جل جائے گی۔ جب اس طرح کی صورتِ حال میں خاوند کی مخالفت کرنے کی گنجائش نہیں تو پھر اس کے علاوہ دیگر احوال میں کیسے جائز ہوگی؟

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث گزر چکی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب آدمی اپنی اہلیہ کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ آنے سے انکار کردے تو اس کا خاوند ناراضی کی حالت میں رات بسر کرے تو صبح ہونے تک فرشتے اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔" اور ایک دوسری روایت میں ہے "حتی کہ وہ رجوع کرلے۔" ②

---

① الترمذی' الرضاع' باب ماجاء فی حق الزوج علی المرأة۔ حدث: ۱۱۶۰

② مسلم' النکاح' باب ماجاء تحریم امتناعھا من فراش۔ حدیث: ۱۴۳۶

لعنت ایک وعید ہے۔ اور وعید کسی حرام کام کے ارتکاب پر ہوتی ہے۔ جبکہ فرشتے اللہ کے معزز بندے ہیں۔ ان کی صفت یہ ہے کہ

﴿لَا يَسْبِقُوْنَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُوْنَ﴾ (الانبیاء/ ۲۱: ۲۷)

"وہ اس (اللہ تعالیٰ) سے آگے بڑھ کر کلام نہیں کرتے اور وہ اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔"

حدیث میں جو بیان کیا گیا ہے کہ فرشتے اس عورت پر لعنت بھیجتے ہیں تو وہ یہ لعنت اپنی رائے اور اپنے اختیار سے نہیں بھیجتے بلکہ وہ اللہ کے حکم سے لعنت بھیجتے ہیں۔

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کا آخری لفظ اس موقف کی مزید تاکید بیان کرتا ہے:

"وہ ذات جو آسمان میں ہے' وہ اس (عورت) پر ناراض ہو جاتی ہے حتی کہ وہ (خاوند) اس سے راضی ہو جائے۔"

پس یہ حدیث اس بات کی بڑی مؤکد دلیل ہے کہ خاوند کی اطاعت کرنا عورت پر واجب ہے کہ جب وہ جماع کے لیے اسے بلائے تو وہ اس سے انکار نہ کرے خواہ وہ جس وقت بھی بلائے اور اگر وہ اس معاملے میں خاوند کی بات نہیں مانتی تو وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور فرشتوں کی لعنت کا مستحق بنا لیتی ہے۔

اللہ کی بندی! اس سے بچ جا اور جان لے کہ اس معاملے میں خاوند کی نافرمانی تمہارے بارے میں اس کے بغض و ناراضی' تم سے بے رغبت ہو جانے اور تمہارے علاوہ کسی اور کی طرف دل لگا لینے کا باعث ہے تو اس طرح تم دنیا میں سعادت مند زندگی کو نقصان پہنچاؤ گی اور آخرت میں سزا کی مستحق ٹھہرو گی۔"

خاوند کے ہوتے ہوئے عورت کا نفلی روزہ رکھنا

آدمی کا اپنی اہلیہ سے لطف اندوز ہونا نکاح کی سب سے بڑی غایت ہے' جیسا کہ پہلے بیان ہوا' اور اس لیے اس کا اس پر سب سے بڑا حق یہ ہے کہ وہ تمام احوال میں اس کی اس حاجت کو پورا کرے' اور اگر خاوند کی موجودگی میں عورت نفلی روزہ رکھ لے تو اس طرح مرد کا اس سے لطف اندوز ہونے کا جو حق ہے وہ ختم ہو جاتا ہے۔ اس لیے عورت کو اپنے خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنے سے منع کر دیا گیا ہے۔ فرض روزے کے بارے میں ایسے نہیں ہوگا کہ وہ خاوند کی اجازت حاصل کرے اور پھر روزہ رکھے۔ کیونکہ فرض روزہ رکھنا اللہ تعالیٰ کا حق ہے اور اللہ تعالیٰ کا حق خاوند کے حق پر مقدم ہے۔ جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَصُومُ الْمَرْأَةُ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ يَوْمًا (تَطَوُّعًا) مِنْ غَيْرِ شَهْرِ رَمَضَانَ إِلَّا بِإِذْنِهِ))

''ماہ رمضان کے علاوہ عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر کسی روز نفلی روزہ نہ رکھے جبکہ اس کا خاوند اس کے پاس موجود ہو۔''

ایک دوسری روایت کے یہ الفاظ ہیں:

((لَا يَحِلُّ لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَصُومَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ)) ①

''کسی عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھے۔''

مؤلف بیان کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: یہ (نفلی روزے کی) ممانعت تحریم کے لیے ہے۔ جمہور ائمہ کا یہی موقف ہے' پس جب عورت اس کی مخالفت کرے گی تو وہ گناہ گار ہوگی۔

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا: ''یہ (نفل روزہ رکھنے کی) ممانعت تحریم کے لیے ہے' ہمارے ساتھیوں نے اس کی تصریح کی ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ خاوند کو تمام ایام میں اپنی اہلیہ سے

① مسلم' الزکاۃ' باب ما أنفق العبد من مال مولاہ۔ حدیث: ۱۰۲۶

لطف اندوز ہونے کا حق حاصل ہے اور اس بارے میں اس کا حق فوری واجب ہوتا ہے۔ تو پھر کسی نفل کام کے ذریعے اسے ختم کیا جا سکتا ہے نہ کسی واجب کام سے اسے مؤخر کیا جا سکتا ہے۔" (شرح صحیح مسلم: ۷/۱۱۵)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: "حدیث میں ہے کہ خاوند کا حق عورت پر اس بات سے زیادہ مؤکد ہے کہ وہ نفلی کام کرے کیونکہ اس کا حق واجب ہے اور واجب کا اہتمام کرنا نفل کے اہتمام کرنے پر مقدم ہے۔" (فتح الباری: ۹/۲۹۶)

مؤلف بیان کرتے ہیں: ہر وہ مستحب عمل جس کے کرنے سے خاوند کا حق واجب جاتا رہتا ہو اس صورت میں عورت پر اس مستحب عمل کو ترک کر دینا واجب ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث اس بات کو مؤکد بناتی ہے وہ بیان کرتے ہیں: ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ جبکہ ہم بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے تو اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! جب میں نماز پڑھتی ہوں تو میرا خاوند صفوان بن معطل مجھے مارتا ہے۔ جب میں (نفلی) روزہ رکھتی ہوں تو مجھے چھڑا (افطار کرا) دیتا ہے اور وہ خود سورج طلوع ہونے کے بعد نماز فجر ادا کرتا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں: حضرت صفوان رضی اللہ عنہ بھی وہیں موجود تھے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفوان کی اہلیہ کی شکایت پر صفوان سے پوچھا؟ تو حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اس نے جو شکایت کی ہے: جب میں نماز پڑھتی ہو تو وہ مجھے مارتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دو سورتیں تلاوت کرتی ہے اور میں نے اسے اس سے منع کیا ہے۔

راوی بیان کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اگر ایک سورت ہو جائے تو وہ بھی لوگوں کے لیے کافی ہے۔"

رہی اس کی یہ شکایت کہ جب میں روزہ رکھتی ہوں تو وہ مجھے روزہ چھڑا دیتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مسلسل روزے رکھتی چلی جاتی ہے جبکہ میں نوجوان شخص ہوں تو میں صبر نہیں کر سکتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز فرمایا:

"کوئی عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے۔"

اس کا یہ کہنا کہ میں سورج طلوع ہونے کے بعد نماز پڑھتا ہوں تو یہ ہماری خاندانی بات

مشہور و معروف ہے کہ ہم سورج طلوع ہونے سے پہلے بیدار نہیں ہو سکتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَإِذَا اسْتَيْقَظْتَ فَصَلِّ)) ①

"پس جب تو بیدار ہو تو اسی وقت نماز پڑھ لو۔"

مؤلف بیان کرتے ہیں: یہ حدیث بڑی شان اور بڑی منفعت والی ہے اس میں خاوند کے اپنی اہلیہ پر حق کی تاکید کی انتہا کر دی گئی ہے کیونکہ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ بہترین صحابی تھے۔ قصہ افک میں نبی ﷺ نے یہ فرماتے ہوئے "وہ منافقین میں سے نہیں" ان کی صفائی پیش کی تھی' آپ نے دیکھا کہ جس معاملے میں اللہ تعالیٰ نے وسعت رکھی اس میں انہوں نے بھی اپنے بارے میں وسعت رکھی وہ اپنی ذات کے حق کی خاطر اپنی اہلیہ کی مستحب عبادت (نفلی روزے) کو چھڑا دیتے ہیں۔ بلکہ وہ ان کی بات نہ ماننے پر اپنی اہلیہ کو مارتے ہیں۔ اور نبی ﷺ نے ان کے اس فعل کو برا قرار نہیں دیا کیونکہ اس عورت نے خاوند کے حق میں کمی کی تھی اور جب وہ شکایت کرنے آئی تو آپ نے اسے کچھ نہیں کہا' بلکہ آپ نے معلم کی حیثیت سے اس کی راہنمائی فرمائی' اس کے خاوند نے اس کے ساتھ جو سلوک کیا آپ نے اسے برقرار رکھا' اور اس بات کی وضاحت فرمائی کہ عورت کی وہ نفلی عبادت جو خاوند کے حق کے ضیاع یا اس میں کمی کا باعث بنے تو وہ خاوند کی رضامندی کے بغیر جائز نہیں۔

اور آپ ﷺ کے فرمان "پس جب تم بیدار ہو تو نماز پڑھ لو" میں اس دین کی نرمی اور آسانی ہے کیونکہ عادت اور طبع انسان پر غالب آ جاتی ہے اور چیز اس کے اختیار و تدبیر سے نکل جاتی ہے جیسے وہ شخص ہے جو نماز فجر وقت پر پڑھنے کی کوشش کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی قدر و تقدیر اس پر غالب آ جاتی ہے تو وہ سو جاتا ہے اور سورج طلوع ہو جانے کے بعد بیدار ہوتا ہے' بسا اوقات یہ بہت سے لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ اس صورت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے حرج اٹھا لیا ہے۔ اسے نفاق شمار نہیں کیا جس طرح بعض جاہل لوگ اسے نفاق سمجھتے ہیں۔ البتہ اگر یہ دیر سے بیدار ہونا بلا وجہ رات دیر تک جاگنے اور دیر سے سونے کی وجہ سے ہو تو پھر اس صورت میں اس کی تفریط پر مؤاخذہ ہوگا اس کی نیند پر مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ واللہ اعلم

① ابو داؤد' الصیام' باب المرأة تصوم بغیر اذن زوجها۔ حدیث: ۲۴۵۹

لطف اندوزی کے راز افشا کرنا

((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ حَيِيٌّ سَتِيرٌ يُحِبُّ السَّتْرَ وَالْحَيَاءَ)) ①

"بے شک اللہ عزوجل شرم وحیا والا ہے' وہ شرم وحیا کو پسند فرماتا ہے۔"

((وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ)) ②

"حیا ایمان کا شعبہ ہے۔"

اور بستر خواب کے کچھ راز ہوتے ہیں' پس اسی لیے خاوند کے اپنی اہلیہ پر اور اہلیہ کے اپنے خاوند پر حقوق ہوتے ہیں۔ ان دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو یہ حق حاصل نہیں کہ ان دونوں کے مابین لطف اندوزی کے جو راز ہیں ان کے متعلق کسی سے گفتگو کریں۔ اگر انہوں نے ایسا کیا تو پھر ان کی مثال اس شیطان اور شیطانہ کی سی ہے جو راستے میں ملے تو انہوں نے لوگوں کے سامنے جماع کیا۔

یہ مثال نبی ﷺ کی حدیث میں بیان ہوئی ہے۔

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس تھیں جب کہ اور بھی خواتین و حضرات آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "شاید کوئی آدمی اپنی اہلیہ کے ساتھ جو کچھ (جماع) کرتا ہے اسے بیان کرتا ہے اور شاید کوئی عورت جو کچھ اپنے شوہر کے ساتھ کرتی ہے وہ اس کے متعلق بتاتی ہے؟"

(آپ ﷺ کے اس سوال پر) لوگ خاموش رہے تو میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اللہ کی قسم! عورتیں بھی ایسی باتیں کرتی ہیں۔ اور وہ مرد بھی ایسے کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَلَا تَفْعَلُوا فَإِنَّمَا ذٰلِكَ مَثَلُ الشَّيْطَانِ لَقِيَ شَيْطَانَةً فِي طَرِيقٍ' فَغَشِيَهَا

① ابو داؤد' الحمام' باب النهي عن التعري۔ حديث: ۴۰۱۲

② مسلم' الايمان' باب بيان عدد شعب الايمان۔ حديث: ۳۵۔

پہلی حدیث مکمل اس طرح ہے' رسول اللہ ﷺ نے کسی آدمی کو کھلی فضا میں برہنہ حالت میں نہاتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ منبر پر تشریف لائے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر فرمایا: "بے شک اللہ عزوجل شرم وحیا والا ہے اور وہ شرم وحیا کو پسند فرماتا ہے۔"

وَالنَّاسُ یَنْظُرُوْنَ)) ①

''ایسے نہ کیا کرو' یہ تو اس شیطان کی طرح ہے جو راستے میں کسی شیطانہ سے ملا تو اس نے اس سے جماع کیا جبکہ لوگ دیکھ رہے تھے۔''

پس یہ اس بری اور مذموم عادت کی ممانعت کے بارے میں صریح دلیل ہے۔ ہم نے بہت سے بے وقوف مردوں اور بے وقوف عورتوں سے سنا کہ وہ ازراہ فخر اپنے بستر کے راز مجالس میں بیان کرتے ہیں۔ یہ بے حیائی کی بات ہے اور اس پردے کو ہٹانے کے مترادف ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر ڈالا تھا' جسے وہ فخر سمجھ رہے ہیں وہ تو محض پستی اور خساست ہے۔

بری چیزیں بیان کرنے میں کون سی فخر کی بات ہے؟

ایک قول کے مطابق شرمگاہ کو شرمگاہ اس لیے کہتے ہیں کہ انسان اس کے ظاہر ہونے کو برا سمجھتا ہے۔ عقل مند شخص فطری اور عقلی طور پر اپنی شرمگاہ کو ظاہر کرنا پسند نہیں کرتا وہ ایسا کرنے سے انکار کرتا ہے' اور اس کے ساتھ ساتھ شروع میں بھی اس بارے میں تاکید آئی' تو پھر گفتگو کے ذریعے اس کی اس طرح منظرکشی کرنا گویا کہ سننے والا اسے دیکھ رہا ہے' کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

ہم اللہ تعالیٰ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمارے عیوب کی پردہ پوشی فرمائے اور ہماری خطائیں معاف فرمائے۔

اگرچہ بستر کے متعلق راز افشا کرنے کے بارے میں شرعی ممانعت ہے لیکن کسی شرعی معاملے کے بارے میں مسئلہ دریافت کرنے یا علاج کی غرض سے یا اس طرح کے کسی کام کے لیے اس موضوع پر بات کرنے کی اجازت ہے۔ واللہ اعلم

☆☆☆

---

① ابوداؤد' النکاح' باب مایکرہ من ذکر الرجل مایکون۔ حدیث: ۲۱۷۴۔

کیا عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر کسی کو اس کے گھر آنے کی اجازت دے سکتی ہے؟

خاوند کو یہ حق حاصل ہے کہ اس کے گھر میں صرف وہی شخص داخل ہو جسے وہ پسند کرتا ہو‘ اس مسئلہ میں عورت پر فرض ہے کہ وہ اپنے خاوند کی اطاعت کرے‘ عورت کو حق حاصل نہیں کہ وہ کسی ایسے شخص کو اس کے گھر میں داخل کرے جس کا گھر میں آنا اس کو پسند نہیں‘ خواہ یہ ناپسندیدہ اشخاص اس عورت کے محرم رشتہ دار ہی ہوں۔ جیسے اس کا والد‘ اس کا بھائی یا کوئی عورت‘ خواہ وہ اجنبی ہو یا قریبی رشتہ دار۔ حتی کہ خواہ وہ اس کی والدہ ہی ہو۔ یہ تمام حضرات خاوند کی اجازت کے ساتھ اندر آ سکتے ہیں۔

اس بارے میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر مروی حدیث ہے‘ آپ نے فرمایا:

((وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ فَإِنْ فَعَلْنَ ذَلِكَ فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ)) ①

”تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے ناپسندیدہ افراد میں سے کسی شخص کو تمہارے بستروں پر آنے نہ دیں‘ اگر وہ ایسا کریں تو پھر انہیں ایسی مار مارو جو کہ اذیت رساں نہ ہو۔“

مؤلف بیان کرتے ہیں: یہ حکم دونوں صورتوں میں برابر ہے‘ خواہ خاوند حاضر ہو یا غائب۔

امام نووی رحمہ اللہ نے فرمایا: اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جن افراد کا تمہارے گھروں میں آنا تمہیں ناپسند ہے تو وہ ایسے کسی شخص کو گھر میں آنے اور وہاں بیٹھنے کی اجازت نہ دیں۔ خواہ وہ آنے والا شخص کوئی اجنبی ہو یا کوئی عورت ہو یا عورت کا کوئی محرم رشتہ دار ہو۔ یہ ممانعت ان سب کو شامل ہے۔ اور فقہاء کے نزدیک مسئلے کا یہی حکم ہے کہ عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی شخص کو

① مسلم‘ الحج‘ باب حجة النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ حدیث:١٢١٨

خاوند کے گھر آنے کی اجازت دے۔ خواہ وہ شخص کوئی مرد ہو یا عورت' محرم ہو یا غیر محرم' صرف اسی شخص کو اجازت دے جس کے بارے میں اسے معلوم ہو یا اس کا غالب گمان ہو کہ خاوند اسے ناپسند نہیں کرتا' کیونکہ اصل یہ ہے کہ اجازت حاصل کیے بغیر کسی شخص کو گھر میں آنے کی اجازت دینا حرام ہے۔ یا پھر اس شخص کے لیے اجازت حاصل کی گئی ہو یا معمول کے مطابق اس کی رضا مندی کا علم ہو۔ لیکن جب رضا مندی کے بارے میں شک واضح ہو جائے۔ کوئی چیز قابل ترجیح ہو نہ کوئی قرینہ پایا جائے تو پھر اندر جانا جائز ہے نہ اذن۔ واللہ اعلم۔ ①

مذکورہ صورت تب ہے جب آنے والا شخص خاوند کو ناپسند ہو۔ لیکن جن افراد کے آنے کو خاوند ناگوار محسوس نہ کرتا ہو بلکہ ان کے متعلق خوش ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) خاوند گھر میں موجود ہو۔ اس صورت میں خاوند کے بغیر عورت کا کسی کو اجازت دینا جائز نہیں کیونکہ وہ گھر کا مالک اور گھر کا آقا ہے اور یہ مکمل سربراہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی اہلیہ پر عطا کی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَلَا تَأْذَنْ فِي بَيْتِهِ وَهُوَ شَاهِدٌ إِلَّا بِإِذْنِهِ)) ②

''وہ (عورت) اپنے خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر کسی کو اس کے گھر میں آنے کی اجازت نہ دے۔''

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ اس کا خاوند گھر پر نہ ہو' تو اس صورت میں اسے چاہیے کہ وہ اس کے گھر میں کسی ایسے شخص کو اس کی اجازت کے بغیر آنے کی اجازت دے' جس کے بارے میں وہ جانتی ہو کہ اس کا خاوند اس شخص کو ناپسند نہیں کرتا یا اس بارے میں غالب گمان ہو اور معمول کے مطابق ایسے شخص کا آنا اس کو پسند ہو۔

لیکن اس میں گھر آنے والے شخص کے بارے میں تفصیل ہے۔ وہ یہ ہے کہ اگر عورت ہے یا ایسا بچہ ہے جو خواتین کے راز اور پردہ کی چیزوں سے واقف نہیں تو پھر اس عورت اور اس بچے کے

① شرح صحیح مسلم: ۲۸۴/۸

② مسلم' الزكاة' باب ما أنفق العبد من مال مولاه' حديث ۱۰۲۶

گھر میں آنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور اگر وہ بچہ اس عمر کو پہنچ جائے کہ وہ عورتوں کے پردہ کی چیزوں سے واقف ہو یا آنے والا شخص کوئی بڑا آدمی ہو تو پھر وہ اکیلا عورت کے پاس نہیں آسکتا۔ کیونکہ اس کے داخل ہونے سے خلوت محرمہ واقع ہو سکتی ہے۔

ہمارے موقف کی دلیل:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنو ہاشم کے چند افراد حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے۔ اسماء اس وقت ان کی اہلیہ تھیں۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو آپ نے اسے ناپسند فرمایا۔ اور اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بات کی اور ساتھ ہی یہ فرمایا: میں نے صرف خیر و بھلائی ہی دیکھی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یقیناً اللہ نے اس (اسماء) کو اس سے بری قرار دیا ہے۔''

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور کھڑے ہو کر فرمایا:

((لَا يَدْخُلَنَّ رَجُلٌ بَعْدَ يَوْمِي هَذَا عَلَى مُغِيبَةٍ إِلَّا وَمَعَهُ رَجُلٌ أَوْ اثْنَانِ)) ①

''آج کے بعد کوئی اکیلا شخص کسی ایسی عورت کے پاس نہ جائے جس کا خاوند گھر پر نہ ہو مگر یہ کہ اس آدمی کے ساتھ کوئی ایک یا دو آدمی ہوں۔''

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ خلوت محرمہ تب واقع ہوتی ہے جب ایک آدمی اور ایک عورت ایک ساتھ ہوں اور وہ ایسی جگہ ہوں جہاں وہ اکیلے ہوں' جہاں ان دونوں کو کوئی دیکھتا نہ ہو۔ ہاں اگر وہ ایسی جگہ ہوں جہاں لوگ انہیں دیکھتے ہوں' یا ان دونوں کے ساتھ کوئی تیسرا ہو تو پھر یہ خلوت نہیں ہوتی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اس معنی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور اس کو مؤکد بناتا ہے۔

((لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ فَإِنَّ ثَالِثَهُمَا الشَّيْطَانُ)) ②

---

① مسلم' السلام' باب تحریم الخلوة بالا جنبية۔ حدیث: ۲۱۷۳

② الترمذی' الفتن' باب ماجاء فی لزوم الجماعة۔ حدیث: ۲۱۶۵

''کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ خلوت اختیار نہ کرے کیونکہ ان دونوں کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔''

پس شیطان ان دونوں کے ساتھ تیسرا ہوگا کیونکہ وہ دو ہیں' اسی لیے پہلی حدیث میں فرمایا:

''مگر یہ کہ اس آدمی کے ساتھ کوئی ایک یا دو آدمی ہوں۔''

تاکہ وہ تین یا تین سے زیادہ ہو جائیں اور شیطان کے جس شر کا اندیشہ ہے وہ زائل ہو جائے۔ نبی ﷺ نے جو عورتوں کے پاس جانے سے منع فرمایا ہے وہ ممانعت تب ہے جب کوئی غیر محرم شخص اکیلا اس کے پاس جائے' اس طرح خلوت محرمہ واقع ہو جاتی ہے۔

یہ باب اہل دورِ حاضر کے لیے انتہائی اہمیت کا حامل ہے' تمام خواتین و حضرات کو اس سے متنبہ ہونا چاہیے۔ شریعت کی مخالفت نے معاشروں اور خاندانوں کو کس قدر مصائب و مشکلات سے دوچار کیا ہے' ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کی درخواست کرتے ہیں۔

مردوں کو جان لینا چاہیے کہ جس چیز کا بیان گزر چکا ہے وہ صرف عورتوں پر نازل نہیں ہوا بلکہ اس آدمی پر بھی گناہ کا بوجھ ہے جو عورت کی' اپنے خاوند کی مخالفت کرنے پر' اعانت کرتا ہے۔ پس جس شخص کو پتہ ہو کہ عورت کا شوہر اسے ناپسند کرتا ہے یا اس کے اپنے گھر آنے کو ناپسند کرتا ہے تو وہ شخص اس عورت کے شوہر کی غیر موجودگی میں اس کے گھر میں نہ آئے ورنہ وہ عورت کی معصیت پر اعانت کرے گا۔

اور اسی طرح اگر خاوند نے اسے اجازت دی ہے لیکن وہ محارم میں سے نہیں تو پھر وہ خلوت میں اس عورت کے پاس نہ آئے جیسا کہ خلوت کی تحریم کا بیان پہلے گزر چکا' اور نبی ﷺ سے صحیح سند سے ثابت ہے' آپ ﷺ نے فرمایا:

((اِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَاءِ))

''عورتوں کے پاس جانے سے اجتناب کرو۔''

تو کسی انصاری صحابی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! دیور کے بارے میں آپ ﷺ کیا فرماتے ہیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْحَمْوُ الْمَوْتُ)) ①

”دیور موت اور ہلاکت ہے۔“

حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ نے فرمایا: ((الحمو)) خاوند کا بھائی اور خاوند کے اس طرح کے رشتہ دار: چچازاد بھائی اور اس طرح کے رشتہ دار۔

مؤلف بیان کرتے ہیں: یہ اللہ تعالیٰ کی حدود میں سے ہے دور حاضر کے لوگوں نے جس سے تجاوز کیا ہے اور اس میں کوتاہی کی ہے۔ مرد حضرات شرعی حکم کا لحاظ رکھے بغیر عورتوں کے پاس جاتے ہیں۔ وہ اس حکم کی ذرا پروا نہیں کرتے بلکہ عام مسلمانوں کے ہاں یہ ایک طبعی امر اور رواج بن چکا ہے کہ شوہر کا بھائی، چچا کا بیٹا، ماموں کا بیٹا اور دیگر قریبی اور دوست کے رشتہ دار اس چیز کو جواز بنا کر کہ ہم قریبی رشتہ دار اور جان پہچان والے ہیں عورت کے پاس جاتے ہیں اور ایسی چیزوں میں واقع ہو جاتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے، جیسے خلوت محرمہ، عورت کا اپنی مسحور کن چیزوں کا اظہار کرنا، ان کا اسے دیکھ کر لطف اندوز ہونا اور بسا اوقات ان سے ایسی چیزیں وقوع پذیر ہوتی ہیں جن کا ارتکاب کرنا مسلمان شخص قبیح جانتا ہے اور اس کا دین بھی اسے پسند نہیں کرتا۔ اور یہ زنا اور بے حیائی کے کام کا ذریعہ اور اس کا درمیانی فاصلہ ہے۔ پس خواتین و حضرات کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے اس کی حدود سے تجاوز کرنے اور اس کے حکم کی مخالفت کرنے سے بچنا چاہیے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ﴾ (الطلاق/ ٦٥: ١)

”اور جو کوئی اللہ کی حدود سے تجاوز کرے گا تو وہ اپنے آپ پر ظلم کرے گا۔“

① مسلم، السلام، باب تحریم الخلوة بالأجنبية .... حديث: (۲۱۷۲)

عورت کا اپنے خاوند کی غیر موجودگی میں' اس کی حفاظت کرنا

اس بحث کے متعلق کتاب کے دوران اشارہ کیا گیا ہے' لیکن میں نے اس کی اہمیت کے پیش نظر اس کو الگ طور پر بیان کرنے کا ارادہ کیا ہے' کیونکہ یہ مرد کا اپنی اہلیہ پر بہت بڑا حق ہے۔

اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾ (النساء: ۳٤)

''وہ غائبانہ اللہ کی عنایت سے (تمام امور کی) حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں۔''

(۱) اپنے خاوند کی غیر موجودگی میں اپنے نفس کی حفاظت کرنا' وہ اس کے بعد کسی بے حیائی کے فعل کے ارتکاب سے اس کی خیانت نہیں کرتی' جیسے کسی کو اپنے نفس کے متعلق غلبہ و اختیار دینا' بناؤ سنگار ظاہر کرنا' یا اس کی اجازت کے بغیر خاوند کے گھر سے نکلنا یا اس کے علاوہ کوئی ایسا کام کرنا جو اس کی مخالفت کا باعث ہو۔

مسلمان بیوی کو جان لینا چاہیے کہ اس معاملہ میں خاوند کی خیانت سب سے بڑی خیانت ہے' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''کیا میں تمہیں تین مصیبتوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟''

عرض کیا گیا: وہ کیا ہیں؟ آپ (عبداللہ بن عمرو) نے فرمایا:

''ظالم حکمران! اگر تو اچھا کام کرے تو وہ قدر دانی نہ کرے اور اگر تو کوئی برائی کرے تو وہ معاف نہ کرے' اور برا پڑوسی: اگر وہ کوئی اچھائی دیکھے تو اسے دبا دے۔ اور اگر کوئی برائی دیکھے تو اسے مشہور کر دے' اور بری بیوی: اگر تو اس کے پاس ہو تو وہ تجھے ناراض کر دے' اور اگر تو اس کے پاس نہ ہو تو تیری خیانت کرے۔''[1]

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ' نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں' آپ نے فرمایا:

((ثَلَاثَةٌ لَا يُسْأَلُ عَنْهُمْ: رَجُلٌ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ وَعَصَى إِمَامَهُ فَمَاتَ عَاصِيًا يُسْأَلُ عَنْهُ، وَأَمَةٌ أَوْ عَبْدٌ أَبَقَ مِنْ سَيِّدِهِ، وَامْرَأَةٌ غَابَ زَوْجُهَا وَكَفَاهَا

---

[1] یہ روایت موقوف ہے اور صحیح ہے۔ ابن ابی شیبۃ (۳۰۹/۴) سند صحیح ہے۔

مُؤْنَةَ الدُّنْیَا، فَتَبَرَّجَتْ وَتَمَرَّجَتْ بَعْدَهُ۔)) ①

(۲) خاوند نے گھر، مال ومتاع اور اولاد کا بیوی کو جانشین بنایا ہے، تو بیوی کو ان چیزوں کی حفاظت کرنی چاہیے، وہ کسی ایسے شخص کو اس کے گھر میں آنے نہ دے جسے وہ (خاوند) ناپسند کرتا ہے، وہ اس کے متاع اور اثاث کا نقصان کرے نہ اس کے مال کو بے جا صرف کرے، وہ اس کی اولاد کے بارے میں کوئی کوتاہی نہ کرے کہ وہ اس کے بعد خراب وضائع ہو جائے۔

اور یہ تمام چیزیں رعیت ہیں، جن کے بارے میں اس (عورت) سے باز پرس ہوگی۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْؤُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِهِ ...... وَالْمَرْأَةُ رَاعِیَةٌ عَلٰی بَیْتِ بَعْلِهَا وَوَلَدِهِ، وَهِیَ مَسْؤُوْلَةٌ عَنْهُمْ)) ②

''تم سب نگہبان ہو اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی ---عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد کی نگہبان ہے، اور اس سے ان کے بارے میں باز پرس ہوگی۔''

نبی ﷺ کی حدیث پہلے گزر چکی ہے جس میں آپ سے دریافت کیا گیا کہ کون سی عورت بہتر ہے؟ تو آپ نے فرمایا:

((اَلَّذِیْ تَسُرُّهُ اِذَا نَظَرَ، وَتُطِیْعُهُ اِذَا اَمَرَ، وَلَا تُخَالِفُهُ فِیْمَا یَکْرَهُ فِیْ نَفْسِهَا وَمَالِهِ)) ③

''جب وہ دیکھے تو وہ اسے خوش کر دے، جب حکم دے تو اس کی اطاعت کرے، اور وہ کسی ایسی چیز میں اس (خاوند) کی مخالفت نہ کرے جو وہ اس کی ذات میں اور اپنے مال میں ناپسند کرتا ہو۔''

پس بیوی کا اپنے خاوند کے حق میں کمی وکوتاہی کرنا، خواہ اس کی غیر موجودگی میں ہو یا اس کی

① مسند احمد (۶/ ۱۹)

② (مسلم، الامارة، باب فضیلة الامیر العادل --- حدیث ۱۸۲۹)

③ (مسند احمد: ۲/ ۲۵۱، ۴۳۲، ۴۳۸)

غفلت کی وجہ سے ہو'اس کی مخالفت کے زمرے میں آتا ہے' جو عورت (بیوی) کو صالحہ اور اطاعت گزار کے زمرے سے نکال کر خیانت کرنے والی اور دھوکہ دینے والی کے زمرے میں لے آتا ہے' پس جس عورت کا یہ وصف ہو تو وہ کتنے خسارے میں ہوگی۔

پس اے مسلمان بہن! اپنی ذات اور اپنے خاوند کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر جا' اس کی سزا و عقاب سے بے خوف نہ ہو' کیونکہ وہ جاننے والا' خبر رکھنے والا' سننے والا اور دیکھنے والا ہے' اگر خاوند موجود نہیں یا اسے پتہ نہیں تو اللہ تعالیٰ تو زندہ و قائم ہے' اسے اونگھ آتی ہے نہ نیند' وہ ظاہر و باطن سب جانتا ہے۔ اس سے کوئی چیز مخفی نہیں۔

☆☆☆

عورت کا اپنے اور اپنے خاوند کے مال میں تصرف کرنا

اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت پر جو سربراہی و نگہبانی عطا فرمائی ہے' اس کا اتمام ایسے ہوتا ہے کہ عورت اپنے مال میں سے خرچ کرتے وقت بھی اپنے خاوند سے اجازت حاصل کرے' کیونکہ چیز کو اس کی اصل جگہ پر رکھنے کا حقیقی طور پر وہی اہل ہے' جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَجُوْزُ لِامْرَأَةٍ أَمْرٌ فِي مَالِهَا اِذَا مَلَكَ زَوْجُهَا عِصْمَتَهَا))

''کسی عورت کو اپنے مال میں کوئی اختیار نہیں جب اس کا خاوند اس کی عصمت کا مالک ہے۔ (یعنی وہ اس کے نکاح میں ہے)''

اور ایک دوسری روایت میں یہ ہے:

((لَا يَجُوْزُ لِامْرَأَةٍ عَطِيَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا))①

''عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر کوئی عطیہ نہیں دے سکتی۔''

اس کا یہ معنی نہیں کہ خاوند کے لئے اپنی اہلیہ کا مال اس کی اجازت کے بغیر جائز ہے' صرف یہ مراد ہے کہ وہ اس کے لئے اس کے مال کی حفاظت کرے گا' تاکہ وہ کہیں بے جا خرچ نہ ہو جائے۔

یہ حکم برسبیل ادب ہے' برسبیل لازم و ایجاب نہیں کیونکہ اگر عورت سمجھ دار ہو تو پھر وہ اپنا مال اپنے خاوند کی اجازت سے اور اس کی اجازت کے بغیر خرچ کر سکتی ہے۔ سنت سے اس بات کی دلیل ملتی ہے کیونکہ نبی ﷺ نے عیدالفطر کے روز مردوں کو خطاب فرمانے کے بعد عورتوں کو خطاب فرمایا' تو آپ ﷺ نے انہیں وعظ و نصیحت کی اور انہیں' صدقہ کرنے کا حکم فرمایا' تو وہ صدقہ کرنے لگیں' وہ اپنے خاوندوں کی اجازت کے بغیر ہی اپنی انگوٹھیاں اور اپنی بالیاں وغیرہ صدقہ میں دینے لگیں۔②

جب عورت کے اپنے ملکیتی مال میں اس قدر ادب کو ملحوظ رکھا گیا ہے تو پھر خاوند کے مال کو

---

① (ابو داؤد' البیوع' باب فی عطیة المرأة بغیر اذن زوجها' حدیث: ۳۵۴۶-۴۷)

② بخاری' العیدین' باب الخطبة بعد العید' حدیث (۹۶۴)

خرچ کرنے میں تو زیادہ ادب کا خیال رکھنا چاہیے' وہ اس طرح کہ عورت اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر خرچ نہ کرے' بلکہ ایسا کرنا اس پر حرام ہے حتیٰ کہ وہ اس کی اجازت دے دے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے' وہ بیان کرتے ہیں' میں نے حجۃ الوداع کے سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

''کوئی عورت اپنے خاوند کے گھر سے اس کی اجازت کے بغیر کوئی چیز خرچ نہ کرے۔''

عرض کیا گیا: اللہ کے رسول! کھانا بھی نہیں؟

آپ نے فرمایا:

((ذَلِكَ أَفْضَلُ أَمْوَالِنَا)) ①

''وہ تو ہمارے اموال میں سے سب سے بہتر چیز ہے۔''

جو کچھ بیان ہو چکا اس کے علاوہ اسلام اس طرف بھی توجہ دلاتا ہے کہ خاوند کو ایسے نہیں کرنا چاہیے کہ وہ عورت کو اپنا مال ایسی جگہوں پر خرچ کرنے سے منع کرے جس سے اسے دنیا و آخرت میں فائدہ پہنچتا ہو' بلکہ اس (خاوند) پر لازم ہے کہ وہ خیر و بھلائی اور نیکی کے ایسے کاموں میں اس کے ساتھ تعاون کرے جو ان دونوں کو اللہ عزوجل کا قرب عطا کر دیں۔

بلکہ اسے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو مال اسے عطا کیا ہے اس بارے میں اسے اجازت دے کہ وہ اس میں سے خرچ کرے' وہ آدمی بخل سے کام نہ لے تاکہ وہ دونوں ثواب میں شریک ہو جائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا أَنْفَقَتِ الْمَرْأَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا / مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ' كَانَ لَهَا أَجْرُهَا بِمَا أَنْفَقَتْ' وَلِزَوْجِهَا أَجْرُهُ بِمَا كَسَبَ' وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذَلِكَ' لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ أَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا)) ②

''جب عورت اپنے گھر / اپنے خاوند کے گھر سے ضائع کیے بغیر کھانے میں سے کچھ خرچ کرے تو اسے خرچ کرنے کی وجہ سے اجر ملے گا' اس کے خاوند کو کمانے کی وجہ

① الترمذی' الزکوٰۃ' باب ما جاء فی نفقۃ المرأۃ من بیت زوجھا' حدیث: ٦٧٠

② (مسلم' الزکوٰۃ' باب اجر الخازن الامین --- حدیث: ١٠٢٤)

سے اجر ملے گا اور خزانچی (سٹور کیپر) کو بھی اتنا ہی اجر ملے گا' ان میں سے کوئی کسی کے اجر میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔"

مولف بیان کرتے ہیں: ان شاء اللہ یہ اجر تب حاصل ہوگا جب خاوند کا دل اسی طرح خوش ہو' ہاں اگر وہ اس کا انکار کرے تو پھر اس سے اجازت لینا ضروری ہے' جیسا کہ ابھی قریب ہی بیان کیا گیا۔

اجازت کی تفسیر:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"اس بارے میں خازن (سٹور کیپر) زوجہ اور مملوک کے لئے مالک کی اجازت لینا ضروری ہے' اگر اس نے اصل میں اجازت نہ دی ہو تو ان تینوں میں سے کسی کے لئے بھی کوئی اجر نہیں' بلکہ ان پر کسی کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرنے کی وجہ سے گناہ ہوگا۔

اجازت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) خرچ کرنے اور صدقہ کرنے کے بارے میں صریح اجازت۔

(۲) عرف ورواج کے انداز سے مفہومی اجازت۔

جیسے سائل کو روٹی وغیرہ کا ٹکڑا دے دینا جو کہ عام عادت ورواج کے مطابق ہے' اور یہ بات خاوند اور مالک کی رضامندی عرف کے ذریعے معلوم ہوتی ہے' اس مسئلہ میں وہ کلام نہ بھی کرے تو بھی اس کی اجازت حاصل ہوگی۔

اور یہ تب ہے جب عرف کے ذریعے اس کی رضا معلوم ہو' اور یہ معلوم ہو کہ اس بارے میں اس کا دل بھی سخاوت کرنے والا ہے۔ عام لوگوں کے دلوں کی طرح ہے اور وہ اس پر راضی ہے۔

اگر عرف میں اضطراب آ جائے اور اس کی رضامندی میں شک ہو' یا اس بارے میں وہ بخیل شخص ہو' اور یہ بات اس کے حال سے معلوم ہو' یا اس میں شک ہو' تو پھر عورت اور اس کے علاوہ کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ اس کی صریح اجازت کے بغیر اس کے مال سے صدقہ کرے۔

اور فرمایا:

''جان لیجئے کہ یہ سب تھوڑی سی مقدار میں فرض کیا گیا ہے اور عام طور پر اس بارے میں مالک کی رضامندی معلوم ہو جاتی ہے' پس اگر معروف مقدار سے زیادہ ہو جائے تو پھر جائز نہیں۔''

اور یہ آپ ﷺ کے فرمان: ''جب عورت اپنے گھر کے کھانے سے ضائع کئے بغیر کچھ خرچ کر دے۔'' کا معنی ہے' پس آپ ﷺ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ عام طور پر اس بارے میں خاوند کی رضامندی معلوم ہوتی ہے۔

اور لفظ کھانے کا ذکر کر کے بھی اس پر متنبہ کیا' کیونکہ اکثر لوگوں کے بارے میں درہم و دینار کے برعکس کھانے کے متعلق عام طور پر نرمی برتی جاتی ہے' اور زیادہ تر ایسے ہی ہوتا ہے کہ اگر عورت کھانے وغیرہ میں سے کوئی چیز کسی کو دے دے تو یہ چیز قابل برداشت ہوتی ہے۔''(1)

☆☆☆

(1) شرح صحیح مسلم (۷/ ۱۱۳- ۱۱۲)

عورت کا اپنے خاوند کی خدمت کرنا

شوہر کا اپنی اہلیہ پر یہ حق ہے کہ وہ گھر میں اپنے شوہر کی ضرورتیں پوری کرنے میں اس کی خدمت کرے' جیسے خورد و نوش کی چیزیں تیار کرنا اور اس کے علاوہ جس خدمت کی اسے ضرورت ہو۔

اور صحیح تر قول کے مطابق خاوند کی خدمت کرنا بیوی پر واجب ہے۔ اس کی دلیل درج ذیل حدیث میں ہے:

حصین بن محصن کی پھوپھی سے مروی حدیث' جب نبی ﷺ نے ان سے دریافت کیا:

''کیا آپ شادی شدہ ہیں؟''

انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپ نے پوچھا: ''آپ کا اس سے کیسا سلوک ہے؟''

انہوں نے کہا: ''میں مقدور بھر اس کی خدمت کرنے کی کوشش کرتی ہوں۔''

آپ نے فرمایا: ''تم دیکھو کہ تم اس کی وجہ سے کہاں پہنچتی ہو؟ وہی تمہاری جنت اور وہی تمہاری جہنم ہے۔'' ①

مولف بیان کرتے ہیں: اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ اہلیہ کا اپنے شوہر کے تمام امور میں خدمت بجالانا واجب ہے۔ صرف بستر والے معاملے میں ہی نہیں کیونکہ بستر والا معاملہ تو اس کا بعض حق ہے' اور اس کا حق ہے کہ اس کے علاوہ بھی اس کی خدمت کی جائے۔

اور اس صحابیہ رضی اللہ عنہا کا یہ کہنا: ''میں مقدور بھر اس کی خدمت کرنے کی کوشش کرتی ہوں' اس میں کوئی کمی نہیں کرتی۔'' اور یہ خدمت عام خدمت ہے یہ صرف بستر کے معاملے میں اطاعت کرنے تک محدود نہیں۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''تم سب نگہبان ہو اور تم سب اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہو--- اور عورت

---

① مسند احمد ۴/ ۳۴۱، ۶/ ۴۱۹

اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد کی نگہبان ہے' اور اس سے ان کے متعلق باز پرس ہوگی۔" (۱)

مولف بیان کرتے ہیں: یہ حفاظت ونگہبانی خاوند کے تمام احوال میں بلا استثناء عام ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے فرمایا: "اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا عورت پر لازم ہے کہ وہ بستر بچھانے' خورد ونوش کی سپردگی' روٹی پکانے' آٹا پیسنے' اس کے غلاموں اور حیوانوں کے لیے خوراک کا انتظام یعنی حیوانوں کے لئے چارہ وغیرہ لانے جیسے کاموں میں اپنے خاوند کی خدمت کرے؟

پس بعض علماء نے کہا: خدمت کرنا واجب نہیں۔

اور یہ قول ضعیف ہے' جیسے کسی نے کہا: زن وشو کا تعلق قائم کرنا خاوند پر واجب نہیں۔ کیونکہ یہ معروف طریقے سے اس کے لیے معاشرت نہیں۔

درست بات یہ ہے کہ خدمت کرنا واجب ہے' کیونکہ کتاب اللہ کے مطابق خاوند عورت کا آقا وسردار ہے' اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے مطابق عورت اس (خاوند) کے نزدیک قیدی ہے' اور قیدی وغلام پر خدمت کرنا لازم ہے۔ اور یہ چیز معروف ہے۔

پھر ان میں سے کچھ نے کہا: معمولی خدمت واجب ہے۔

اور ان میں سے کسی نے کہا: "بھلے طریقے سے خدمت کرنا واجب ہے اور یہی بات درست ہے۔" (۲)

علامہ ابن قیمؒ نے فرمایا: "جس نے خدمت کو واجب قرار دیا ہے اس نے اس بات سے دلیل لی ہے کہ یہ ان لوگوں کے نزدیک معروف ہے جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کے ذریعے خطاب فرمایا ہے۔

رہا عورت کو آرام پہنچانا اور گھر کے تمام کام جیسے صفائی کرنا' آٹا پیسنا' آٹا گوندھنا' کپڑے دھونا اور بستر بچھانا وغیرہ کی خدمت خاوند سے لینا تو یہ منکر ہے' معروف نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

---

(۱) (مسلم الامارۃ' باب فضیلۃ الامیر العادل --- حدیث ۱۸۲۹)

(۲) مجموع الفتاویٰ (۳۴/ ۹۰)

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (البقرۃ/۲: ۲۲۸)

''اور عورتوں کے حقوق اسی طرح مردوں کے ذمہ ہیں جس طرح مردوں کے حقوق عورتوں کے ذمہ ہیں دستور کے مطابق۔''

اور فرمایا:

﴿اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ﴾ (النساء/٤: ٣٤)

''مرد عورتوں کے نگران ومحافظ ہیں۔''

اور جب عورت خاوند کی خدمت نہ کرے بلکہ وہ اس کا خادم بن جائے تو پھر وہ اس پر نگران و محافظ ہوئی۔

اور انہوں نے یہ بھی فرمایا ''کسی معزز اور کم درجہ کے درمیان' نیز مال دار اور محتاج عورت کے درمیان تفریق کرنا صحیح نہیں' تمام عورتوں کی سردار خاتون اپنے خاوند کی خدمت کیا کرتی تھیں' یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں تاکہ آپ سے خدمت کے حوالے سے اپنی شکایت بیان کر سکیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس شکایت وفریاد کا ازالہ نہ کیا' اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح حدیث میں عورت کو قیدی قرار دیا' تو فرمایا:

((اتَّقُوا اللّٰهَ فِی النِّسَاءِ فَإِنَّهُنَّ عَوَانٌ عِنْدَكُمْ)) ①

''عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدی ہیں۔''

اور قیدی کا مرتبہ ہی یہی ہے کہ وہ جس کی قید میں ہے اس کی خدمت کرے۔ ②

مؤلف بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام کی خواتین کی مثالیں آپ کے سامنے ہیں وہ اپنے خاوندوں کی کس طرح خدمت کیا کرتی تھیں' اور اللہ تعالیٰ نے ان کے جو حقوق ان پر واجب کیے ہیں وہ انہیں ادا کرنے کا کیسے اہتمام کیا کرتی تھیں۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے شادی کر لی ان کے پاس کوئی مال و دولت تھی نہ کوئی غلام تھا

① الترمذی' الرضاع' باب ماجاء فی حق المرأۃ علی زوجھا۔ حدیث:۱۱۶۳

② زاد المعاد ۱۸۸_۱۸۹/۵

اور نہ کوئی اور چیز تھی، پس پانی لانے کے لیے ایک اونٹ تھا، اور ایک گھوڑا تھا۔ میں ان کے گھوڑے کو چارہ ڈالتی، پانی پلاتی، ان کے ڈول کو سیتی اور آٹا گوندھتی تھی۔ میں اچھی طرح روٹی نہیں پکا سکتی تھی۔ انصار کی کچھ لڑکیاں مجھے روٹی پکا دیا کرتی تھیں۔ ہم مضبوط عورتیں تھیں۔ میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی اس زمین سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دی تھی، اپنے سر پر کھجور کی گٹھلیاں منتقل کیا کرتی تھی اور وہ زمین دو تہائی فرسخ کے فاصلے پر تھی۔ میں ایک روز آ رہی تھی اور گٹھلیاں میرے سر پر تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میری ملاقات ہوگئی چند انصار صحابہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا، پھر اونٹ کو بٹھانے کے لیے ((اِخ، اِخ)) فرمایا تا کہ آپ مجھے اپنے پیچھے سوار کرلیں، پس میں مردوں کے ساتھ سفر کرنے سے شرما گئی اور میں نے زبیر اور ان کی غیرت کو یاد کیا وہ انتہائی غیرت مند تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پہچان گئے کہ میں شرما گئی ہوں، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی تو میں نے بتایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجھ سے ملاقات ہوئی، میرے سر پر گٹھلیاں تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ آپ نے مجھے سوار کرنے کے لیے اونٹ بٹھایا لیکن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرما گئی، اور میں نے آپ (زبیر رضی اللہ عنہ) کی غیرت پہچان لی، تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! تمہارا گٹھلیاں اٹھانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار ہونے سے مجھ پر زیادہ گراں تھا۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں حتی کہ اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے میرے لیے ایک خادم بھیج دیا جو کہ گھوڑے کے معاملات کے بارے میں میرے لیے کافی تھا گویا کہ انہوں (ابو بکر رضی اللہ عنہ) نے مجھے آزاد کرادیا۔ (۱)

خادم رکھنا:

گھروں میں خادم (ملازم) رکھنا کوئی برائی نہیں اور اس حدیث میں اس کے جواز کی دلیل ہے، لیکن اللہ عزوجل کی حدود کا خیال رکھنے کی پابندی کرنے کے ساتھ ہے۔ لیکن اس طرح نہیں جس طرح دورِ حاضر میں ہے، کیونکہ جس طرح آج بہت سے لوگوں نے ملازم رکھے ہوئے ہیں

---

(۱) مسلم، السلام، باب جواز ارداف المرأة الاجنبية۔ حديث: ۲۱۸۲

اس میں شریعت کی بہت زیادہ مخالفت ہے' اور ان میں سب سے بڑی مخالفت یہ ہے کہ خادم یا خادمہ کا انتخاب کرتے وقت اس کے امین ہونے کا خیال نہیں رکھا جاتا کہ وہ اپنا کام اس نظریے کے تحت کرے گا کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے۔ جب وہ کوئی عیب دیکھے گا تو اس کی پردہ پوشی کرے گا اور جو کوئی راز کی بات جانے گا تو اسے ظاہر نہیں کرے گا۔ ملازم مرد ہو یا عورت۔ وہ شرعی حکم کے مطابق اجنبی ہوگا' اس لیے مرد ہونے کی صورت میں ان خواتین کے ساتھ خلوت اختیار نہیں کرے گا جن کی خدمت پر وہ مامور ہے اور اگر وہ عورت ہے تو پھر وہ اپنے مخدوموں کے ساتھ خلوت اختیار نہیں کرے گی' اور اسی طرح خواتین اس (خادم) کے پاس اپنی زینت ظاہر نہیں کریں گی۔

یہ حدود سے متعلق ہیں جن کے متعلق بہت سے لوگ سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ بلکہ آپ دیکھیں گے کہ جس جس عورت میں صلاح ودین کی صفت ہوگی وہ تمام اجنبیوں سے پردہ کرتی ہو گی لیکن اپنے ملازم سے پردہ نہیں کرتی ہوگی اور اگر اس بارے میں اس سے بات کی جائے تو وہ کہتی ہے: وہ تو ملازم ہے۔ یعنی وہ اس شخص کے پاس پردہ نہ کرنے کی علت بیان کرتی ہے کہ وہ ملازم جو ہے اور یہ نظریہ اللہ تعالیٰ کی حدود سے عدم واقفیت کی وجہ سے ہے' اور اس بارے میں ان سرپرستوں پر ملامت ہے جو اپنے زیر کفالت افراد کی تربیت کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا خوف ولحاظ نہیں رکھتے۔

اس دور میں گھروں میں ملازم رکھنے کے جو نقصانات ہیں ان میں سے ایک نقص اور عیب یہ ہے کہ ہماری خواتین اپنے خاوندوں کی خدمت اور اپنی اولاد کی تربیت سے عاجز آ چکی ہیں۔ پس ملازمہ ہے جو خاوند کی ضرورتیں پوری کرتی ہے' وہی اس کا کھانا پکاتی ہے' اس کا لباس دھوتی ہے' اس کا گھر صاف ستھرا رکھتی ہے' بلکہ اس کی اولاد کی تربیت کرتی ہے' خاوند اپنی اہلیہ کو صرف اپنے بستر پر ہی دیکھتا ہے۔

تو پھر اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہے:

(۱) عورت اپنے خاوند کے بہت سے حقوق ضائع کر دیتی ہے جو کہ (خاوند) اس کی جنت اور (خدمت واطاعت نہ کرنے کی صورت میں) اس کی جہنم ہے۔

(۲) اس کی اولاد کی تربیت ونشونما۔ بچے اپنی والدہ کے بجائے صرف خادمہ سے متعارف ہوتے ہیں، جبکہ ان خادماؤں اور آیا عورتوں کی بہت سی برائیاں ہیں، ان خادماؤں میں سے غیر مسلم بھی ہوتی ہیں، وہ لوگ جو عیسائی یا بدھ مت مذہب کی ملازمہ رکھتے ہیں، تو وہ اولاد کی فطرت کو بدل کر رکھ دیتی ہے۔ اور انہیں دین کفار کا سبق پڑھاتی ہے لیکن اگر وہ ایسے نہ بھی کرے اور وہ انہیں اسلام کی تعلیم نہ دے تو یہ بھی بہت بڑا نقصان اور بہت بڑی مصیبت ہے۔

(۳) اولاد کو ماں کی طرف سے حق رضاعت سے محروم کرنا، اور یہ بہت بڑی غلطی ہے جس سے خواتین غافل ہیں نبی ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

میں سو رہا تھا کہ دو آدمی میرے پاس آئے، پس انہوں نے مجھے بازوؤں سے پکڑا، اور مجھے ایک دشوار گزار پہاڑ کے پاس لے آئے، تو انہوں نے کہا: اوپر چڑھو میں نے کہا: میں اس کی طاقت نہیں رکھتا انہوں نے کہا: ہم اسے آپ کے لیے آسان بنا دیں گے، پس میں چڑھا حتی کہ جب میں پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا تو وہاں بہت شدید قسم کی آوازیں سنیں۔ میں نے کہا "یہ آوازیں کیسی ہیں؟" انہوں نے کہا: یہ جہنمیوں کی آوازیں ہیں۔

پھر مجھے وہاں سے آگے لے جایا گیا تو میں ایک ایسی قوم کے پاس پہنچا جو اپنی کونچوں کے ذریعے الٹے لٹکائے ہوئے تھے، ان کے جبڑے پھاڑے ہوئے تھے اور ان کے جبڑوں سے خون بہہ رہا تھا آپ بیان کرتے ہیں میں نے کہا: "یہ کون لوگ ہیں؟" انہوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو وقت افطار سے پہلے اپنا روزہ افطار کر لیا کرتے تھے، آپ نے فرمایا: "یہود و نصاری ناکام ہو گئے۔"

پھر آگے بڑھے تو وہاں کچھ ایسے لوگ تھے جو بہت زیادہ پھولے ہوئے تھے، سخت بدبودار تھے اور انتہائی بری حالت میں تھے، میں نے پوچھا: "یہ کون ہیں؟" بتایا گیا: یہ کفار کے مقتولین ہیں۔ پھر مجھے آگے لے جایا گیا، تو وہ لوگ بھی بہت پھولے ہوئے تھے، سخت بدبودار تھے گویا کہ ان کی بدبو بیت الخلاء کی طرح تھی، میں نے پوچھا: "یہ کون لوگ ہیں؟" تو بتایا گیا: زانی مرد اور زانی عورتیں۔ پھر مجھے آگے لے جایا گیا تو میں نے ایسی عورتوں کو دیکھا کہ سانپ ان کی چھاتیوں کو نوچ رہے ہیں، میں نے کہا: ان کا کیا قصور ہے؟ بتایا گیا: یہ وہ ہیں جو اپنی اولادوں کو اپنے دودھ

سے روکتی تھیں' اور پھر مکمل حدیث بیان کی۔ ①

امام حاکم نے فرمایا: یہ حدیث امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(۴) فراغت کے لمحات' عورت کو معلوم نہیں کہ وہ انہیں کہاں صرف کرے کیونکہ گھر کے کام کاج تو خادمہ کرتی ہے اور یہ فارغ ہے جبکہ طویل وقت بھی تو کہیں گزارنا ہے خاص طور پر دورِ حاضر میں دل دنیا کے ساتھ معلق ہیں' اس نئی تبدیلی سے مرد محفوظ نہیں رہ سکے تو عورتیں کیسے محفوظ رہ سکتی ہیں؟ پس اسی لیے عورت ''وقت پاس'' کرنے کے لیے ملازمت تلاش کرتی ہے' پس وہ مردوں کے مقابل دفتروں میں کام کرنے کے لیے گھر سے نکلتی ہے' اور اب صورت حال یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ آپ جس دفتر میں جائیں' وہاں سب سے پہلے عورتیں دیکھیں گے' جب کہ بہت سے آدمی بے روزگار ہیں۔ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔**

اور اگر وہ ملازمت نہیں کرتی تو پھر وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ کر گھومنے پھرنے چلی جاتی ہے اور ایسی جگہ جاتی ہے جہاں بہت سے لوگ ہوں' اور وہ باہم خلط ملط ہوں' یا پھر وہ اپنی پڑوسنوں کے ساتھ لغو اور بے حیائی کی مجلس گرم کرتی ہے۔ اس برے حال کی اللہ تعالیٰ سے شکایت ہے۔ ہم روزِ قیامت تک کے لیے ثابت قدمی کی درخواست کرتے ہیں۔

پس یہ سب اس معروف سے نہیں جسے اللہ تعالیٰ نے زوجین کی زندگی اور رہن سہن میں واجب کیا ہے۔ پس اے مسلمان زوجہ! اللہ تعالیٰ سے ڈر جا۔ اس سے بچ جا کہ تیرے خادم تیرے گھر اور تیری اولاد کو خراب کر دیں اور تجھے تیرے خاوند کے بارے میں ناراض کر دیں جو وہ تیرے متعلق اپنے حق کے بارے میں تفریط دیکھے۔

نوٹ: جہاں عورتوں کو اپنے خاوند کی مقدور بھر خدمت بجالانے پر مامور کیا ہے وہاں خاوند کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اسے کسی ایسے کام کا مکلف ٹھہرائے جس کی وہ طاقت نہ رکھتی ہو' بلکہ اس پر لازم ہے کہ وہ اس کی اعانت کرے' اس میں رسول اللہ ﷺ کی اقتدا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ نبی ﷺ اپنے گھر میں کیا کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: آپ اپنے

---

① ابن خزیمة: حدیث (۱۹۸۶) ابن حبان۔ حدیث ۴۴۸۷ و مستدرك حاكم ۱/۴۳۰

اہل خانہ کی خدمت میں مصروف رہتے پس جب نماز کا وقت آتا تو آپ نماز کے لیے تشریف لے جاتے۔ ①

اور ایک دوسری روایت میں ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کیا کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: آپ بھی انسان تھے' اپنے کپڑوں کو جوؤں کے خیال سے ٹٹولتے' اپنی بکری کا دودھ دوہتے اور آپ اپنی ذات کی خود خدمت کیا کرتے تھے۔ ①

پس ان مردوں کو بھی تواضع اختیار کرنی چاہیے۔ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں کے سردار اور تمام متقین کے امام ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر کثرت سے سلام بھیجے۔

☆☆☆

① الترمذی' صفة القيامة' باب فضل كل قريب هين سهل۔ حديث: ۲۴۸۹

② مسند احمد ۲۵۶/۶

نیکی کے کاموں میں عورت کی اپنے شوہر کی اعانت کرنے کی فضیلت

مسلمان بہنوں کو اپنے خاوندوں کے معاملات میں آگاہ رہنا چاہیے' کسی عورت کو اپنے خاوند کی راہ میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیے کہ وہ اسے اپنے رب کی اطاعت اختیار کرنے اور نیکی کے کاموں میں رکاوٹ بنے' بلکہ اس پر لازم ہے کہ وہ اس معاملے میں اس کی اعانت کرے' جیسا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ﴾ (المائدة: ٥ / ٢)

''نیکی اور پرہیزگاری کی بات میں ایک دوسرے کی مدد کرو' جبکہ گناہ اور زیادتی کی بات میں تعاون نہ کرو' اور اللہ سے ڈرو' بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔''

یہ نیکی اور پرہیزگاری کی بات پر تعاون کا حکم صرف مردوں کے لیے نہیں کہ عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں بلکہ یہ پوری امت کے لیے ہے جس میں مرد اور عورتیں سب شامل ہیں۔ اور اس میں تفریط معصیت ہے جس میں کوئی شک نہیں۔ پس اے مسلمان بہن! آپ اس سے بچیں کہ آپ کا اپنے خاوند سے صرف اپنی شہوت پوری کرنا ہو' خواہ یہ اس کے واجبات میں سے کسی چیز کے ضائع ہونے سے حاصل ہو' کیونکہ یہ تو اس عورت کی صفت ہے جس کا عورتوں میں کوئی حصہ نہیں نیک بیوی تو وہ ہے جو اپنے خاوند کے لیے نفع کا باعث ہو' جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا۔

اللہ کی بندی! مسلمان جس گروہ بندی' کج فکری' فتنوں اور دنیاوی خواہشات کا شکار ہو چکے ہیں اور وہ اس بری حالت کے نتیجے میں پیش آنے والے برے نتائج سے لاتعلق اور بے پرواہ ہو چکے ہیں اس کے متعلق تمہیں یاددہانی کراتا ہوں۔

پس اس حالت میں تیرا موقف کیا ہونا چاہیے' اپنے شوہر کو ایسے کاموں کی ترغیب دینا اور ان کے متعلق اس کی اعانت کرنا جو اسے اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کریں۔ اسے ترغیب دینا کہ وہ اللہ تعالیٰ

کی طرف دعوت دے اور مصائب پر صبر کرے؟

یا اس وجہ سے اسے ایسے کاموں سے روکے رکھنا' تاکہ فانی شہوت کے ذریعے نفس کی چاہتوں کو خوش کیا جائے جس سے اس کا دین کمزور ہو یا اسے دین سے پھیر دے؟

اگر تم نے دوسری بات کو اختیار کیا تو تم نے بہت گھاٹے کا سودا کیا۔ اپنی عاقبت کو خراب کر لیا' لیکن دین دار اپنے رب کا خوف رکھنے والی جو اس کے عذاب سے بچنا چاہتی ہے تو وہ اس روز کے خسارے سے انکار کر دے گی جب رب العالمین کے سامنے ترازو قائم کی جائے گی' اسی لیے وہ اپنی ذات کے لیے اور اپنے خاوند کے لیے صرف دین پر ثابت قدمی' نیکی کی طرف جلدی کرنے' نیکی کے کاموں میں محنت و کوشش کرنے' ثواب کی امید اور درجات کی بلندی کو ہی پسند کرتی ہے' تب اس کے لیے سلف کی صالح خواتین میں اس کے لیے اسوہ ہے۔

پس یہ ام اسماعیل حضرت ہاجرہ علیہا السلام ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں اور ان کے بیٹے کو بیابان میں چھوڑا جہاں کھانا ہے نہ کوئی پانی' وہاں کوئی مانوس شخص ہے نہ کوئی اور چیز وہ اپنے رب کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے چل پڑے۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام ان کے پیچھے آئیں اور آواز دی۔ ابراہیم! آپ ہمیں اس وادی میں چھوڑ کر کہاں جا رہے ہیں' جہاں کوئی انسان ہے نہ کوئی اور چیز؟ انہوں نے کئی بار ایسے کہا' لیکن انہوں نے پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔

پس انہوں نے ان سے پوچھا کیا اللہ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں۔ تب حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے کہا: پس وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ (۱)

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وہ زوجہ صادقہ ہیں کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غارِ حرا سے واپس تشریف لائے تو آپ کا دل بے قرار اور گھبرایا ہوا تھا۔ اس وقت آپ کو ایسے شخص کی شدید ضرورت تھی جو آپ کو تسلی دے اور آپ کے خوف کو کم کرے۔ یہ اس وقت کی کیفیت ہے جب جبرائیل علیہ السلام اپنے رب کی طرف سے حق (وحی) لے کر نازل ہوئے تھے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان (خدیجہ رضی اللہ عنہا) کے پاس آئے اور پورا واقعہ بیان کیا اور انہیں بتایا: ''مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔''

---

(۱) بخاری' احادیث الانبیاء' باب یزفون۔ حدیث: ۳۳۶۴

تو آپ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا ''ہرگز ایسے نہیں ہوگا' اللہ کی قسم! اللہ آپ کو کبھی بے یارو مددگار نہیں چھوڑے گا' کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں' آپ کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے ہیں' بے کسوں کا سہارا بنتے ہیں' مہمان کی عزت کرتے ہیں اور راہِ حق میں آنے والی مصیبتوں پر اعانت کرتے ہیں۔'' ①

ام سُلیم اور ام درداء رضی اللہ عنہما اور ان کے علاوہ دیگر نیک عورتیں تیرے لئے اسوۂ حسنہ ہونی چاہئیں میری مسلمان بہن! حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بیویاں تیرے لیے نمونہ ہونی چاہئیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّ امْرَاَتَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتٰهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّ قِيْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِيْنَ﴾ (التحریم ٦٦/ ١٠)

''اللہ نے کافروں کے لیے ایک مثال بیان کی ہے جو کہ (حضرت) نوح اور (حضرت) لوط (علیہما السلام) کی بیویوں کے بارے میں ہے' یہ دونوں ہمارے دو نیک بندوں کے گھر میں تھیں مگر انہوں نے ان کی خیانت کی پھر اللہ کے مقابلے میں کوئی چیز بھی ان کے کچھ کام نہ آئی اور کہا گیا: آگ میں داخل ہو جانے والوں کے ساتھ تم دونوں بھی داخل ہو جاؤ۔''

اس دور میں ان دو کافر عورتوں جیسی کتنی ہی عورتیں ہیں کہ بہت سی مسلمان عورتیں ان کی تقلید کرنے اور ان جیسی بننے کی کوشش کرتی ہیں!!

پس میری مسلمان بہن! تو خیر کی چابی' شر کا تالا بن جا' اپنے خاوند کی معاون بن جا' نیکی اور رب کی اطاعت میں اس کی مددگار اور معاون بن جا' ان کی راہ سے بچ جا جنہوں نے زمین کو مطمح نظر بنا لیا' ختم ہو جانے والی لذتوں پر راضی ہو گئیں اور وہ خیر اور عمل صالح کے راستے میں رکاوٹ بن گئیں۔

☆☆☆

---

① بخاری' التفسیر سورۃ اقرأ باسم ربك الذی خلق۔ حدیث: ۴۹۵۳

خاوند کی نعمت کا شکر کرنا واجب ہے

عورت کا اپنے خاوند کی نعمت پر شکر کرنا' اس (خاوند) کے اس پر حقوق میں سے سب سے بڑا حق ہے۔ یہ کس طرح نہ ہو! وہی تو ہے جس نے اسے پناہ دی اور اپنی نگرانی اور حفاظت سے اس کا بچاؤ کیا' وہ اس کے آرام کی خاطر اپنے آپ کو مشقت اور تکلیف میں مبتلا کرتا ہے وہ جب سے اس کے لیے حلال و جائز ہوئی وہ اس کی مسؤلیت میں ہے۔ اس (خاوند) کے اس پر ان گنت احسانات ہیں' تو کیا یہ مناسب ہے کہ ان احسانات کی ناقدری کی جائے اور اچھائی کا بدلہ برائی سے دیا جائے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ۝﴾ (الرحمن: ٥٥/ ٦٠)

''اور نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہے؟''

عقل مند اور اپنے رب تعالیٰ کا خوف رکھنے والی عورت اس طرح (ناشکری) کی صفت سے متصف نہیں ہوتی' لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کی ساتھ والی عورتوں میں وہ کہاں؟ وہ تو ایسے ہی ہے جیسے مکمل سیاہ کووں میں سے کوئی ایسا کوا ہو جس کے دونوں پر یا دونوں ٹانگیں سفید ہوں' اسی لیے ان میں سے اکثر نے اپنے خاوندوں کی نعمت کی ناشکری کی تو وہ اس وجہ سے اہل جہنم میں سے زیادہ تعداد میں ہوں گی' جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے متعلق روایت ثابت ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں نے جنت دیکھی تو میں نے انگور کا ایک خوشہ لینے کی کوشش کی اگر میں اسے حاصل کر لیتا تو تم رہتی دنیا تک اسے کھاتے رہتے' اور مجھے جہنم بھی دکھائی گئی پس میں نے اس روز کی طرح کا برا منظر کبھی نہیں دیکھا اور میں نے دیکھا کہ وہاں اکثر عورتیں ہیں۔''

انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کس وجہ سے؟

آپ نے فرمایا: ''ان کی ناشکری کی وجہ سے۔''

عرض کیا گیا: وہ اللہ کی ناشکری کرتی ہیں؟

آپ نے فرمایا:

((يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّهْرَ كُلَّهُ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ)) ①

''وہ خاوند کی ناشکری کرتی ہیں' احسان فراموش ہیں' اگر تم نے ان میں سے کسی کے ساتھ پوری زندگی اچھا سلوک کیا' پھر اس نے تم میں کوئی ناخوشگوار بات دیکھی' تو وہ کہے گی' مجھے تم سے کبھی بھی بھلائی نصیب نہیں ہوئی۔''

ابوبکر ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''آپ نے خاوند کی ناشکری کی گناہ کی بڑی دقیق اور بدیع قسم میں سے مخصوص کیا اور وہ اس طرح کہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔'' ②

پس آپ نے خاوند کے بیوی پر حق کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ملایا' پس جب عورت نے اپنے خاوند کے حق کی ناشکری کی تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حق کو بھی اہمیت نہیں دیتی۔ دیکھیں خاوند کا بیوی پر حق کس مرتبہ کو پہنچ گیا' پس اسی لیے اس پر کفر کا اطلاق کیا جائے گا لیکن یہ ایسا کفر ہے جو ملت اسلامیہ سے خارج نہیں کرتا۔ (فتح الباری: ۱/۸۳)

نبی ﷺ نے اس سے آگاہ کیا ہے' اس بارے میں حضرت اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز مسجد میں سے گزرے تو کچھ عورتیں وہاں بیٹھی ہوئی تھیں' پس آپ نے اپنے (دائیں) ہاتھ کے اشارے سے انہیں سلام کیا (اور مسکرا کر انہیں) فرمایا:

''احسان کرنے والوں کی ناشکری سے بچو' احسان کرنے والوں کی ناشکری سے بچو۔''

ان میں سے ایک نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اللہ کے نبی! میں اللہ کی (نعمتوں کی) ناشکری سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں۔

آپ نے فرمایا:

---

① مسلم الکسوف باب ما عرض علی النبی ﷺ۔ حدیث: ۹۰۷

② الترمذی' الرضاع' باب ماجاء فی حق الزوج علی المرأۃ۔ حدیث: ۱۱۵۹

”کیوں نہیں‘ تم میں سے کوئی دیر تک غیر شادی شدہ رہتی ہے اور اس کے گھر والے دیر تک اسے شادی سے رو کے رکھتے ہیں‘ پھر اللہ تعالیٰ کسی خاوند سے اس کی شادی کرا دیتا ہے‘ اسے اولاد اور آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کرتا ہے۔ پھر اسے غصہ آتا ہے تو وہ کہتی ہے۔ اللہ کی قسم! اس نے کبھی اس سے بھلائی نہیں دیکھی‘ پس یہ اللہ عزوجل کی نعمتوں کی ناشکری ہے اور یہ احسان کرنے والوں کی ناشکری ہے۔“ ①

اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے! پس تم بچ جاؤ کہ یہ تمہاری صفت ہو اور جان لو کہ معاملہ بڑا خطرناک ہے۔ انجام اور سزا سخت ہے خاوند کی نعمتوں کا انکار اور ناشکری کیسے روا ہو سکتی ہے جبکہ تو اس کی نگرانی و حفاظت کی محتاج ہے تو اس کے احسان اور حسن سلوک سے بے نیاز نہیں ہو سکتی وہ تیرے عیوب چھپاتا ہے اور تیری بھوک مٹاتا ہے؟

اسی لیے اس فضل و مہربانی کا یہ انکار اللہ عزوجل کی نظر رحمت سے محرومی کا موجب ہے‘ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا یَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَی امْرَاَةٍ لَا تَشْکُرُ لِزَوْجِهَا وَهِیَ لَا تَسْتَغْنِی عَنْهُ)) ②

”اللہ اس عورت کی طرف (نظرِ رحمت سے) نہیں دیکھے گا جو اپنے خاوند کا شکریہ ادا نہیں کرتی‘ حالانکہ وہ اس سے بے نیاز نہیں رہ سکتی۔“

☆☆☆

① مسند احمد: ٦/٥٨۔ ٤٥٧

② مسند البزار: ٤٦٠ و مستدرك حاكم: ٢/١٩٠

عورت کا اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرنا

بے شک عورت کا اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرنا' جبکہ اس میں کوئی شرعی عذر نہ ہو' سخت حرام ہے' یہ خاوند کی نعمتوں اور اس کے احسانات کے شکر کے منافی ہے' اس کی حرمت اور ممانعت کے بارے میں نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((أَيُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا الطَّلَاقَ مِنْ غَيْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ)) ①

''جو عورت بلا وجہ اپنے خاوند سے طلاق طلب کرے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔''

امام شوکانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ عورت کا اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرنا سخت حرام ہے' کیونکہ جو شخص جنت کی خوشبو نہیں پائے گا وہ کبھی اس میں داخل نہیں ہو گا' اور کسی گناہ کی فظاعت اور شدت کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مرتکب کو اس حد تک پہنچا دے۔'' (نیل الاوطار: ۸/۵)

مؤلف بیان کرتے ہیں: اگر کوئی ایسا شرعی عذر نہ ہو جو طلاق کے مطالبے کا باعث بنتا ہو جیسے اس (خاوند) کی وجہ سے اسے نقصان پہنچتا ہو' یا وہ شخص فسق و فجور کا ارتکاب کرتا ہے اور اسے اندیشہ ہے کہ اس کے کبیرہ گناہ کے ارتکاب پر اس (عورت) کے دین کو نقصان پہنچے گا یا وہ تارک نماز ہے' یا وہ کسی کفریہ فعل کا مرتکب ہے جیسے دین کو برا بھلا کہنا یا دین اور اہل دین کا مذاق اڑانا' اگر اس طرح کا کوئی شرعی عذر نہ ہو تو پھر اسے طلاق طلب نہیں کرنی چاہیے' خاص طور پر جب وہ (خاوند) اسے پسند کرتا ہو' یا اس (خاوند) سے اس کی اولاد ہو۔

لیکن افسوس کہ ہم نے (طلاق کا مطالبہ کرنے کے متعلق) جو وعید بیان کی اس کے باوجود بہت سی عورتیں غیر شرعی اسباب کی وجہ سے اپنے خاوندوں سے طلاق کا مطالبہ کرتی ہیں جیسے وہ

① ابو داؤد' الطلاق' باب في الخلع۔ حدیث: ۲۲۲۶

کسی دوسری عورت سے شادی کر لے گا یا وہ اس کا ارادہ ہی کرتا ہے کیونکہ یہ اس کی نظر میں جرم ہے۔

پس میں اس اور اس جیسی خواتین سے کہوں گا:

اللہ عزوجل سے ڈر جاؤ اور اس کے عذاب سے بچ جاؤ، اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے صاحب قدرت شخص کے لیے چار عورتوں سے شادی کرنا حلال کیا ہے، اور اس بارے میں اس پر کوئی حرج اور گناہ مقرر نہیں کیا جب کہ وہ ہر حق والی کو اس کی باری کی تقسیم کا حق ادا کرتا ہو، اور اللہ تعالیٰ نے اس کے جو دیگر حقوق واجب کیے ہیں انھیں ادا کرتا ہو، جان لے! کہ یہ اور اس طرح کا کوئی اور سبب تمہارے لیے جائز قرار نہیں کرتا کہ تو اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کرے، بلکہ تم پر لازم ہے کہ تم اس کے ساتھ ہمیشہ ہمدردی اور حسن مصاحبت کا رویہ اپناؤ اور یہ کہ تم اس کی خوشی کی خاطر اپنی خوشی قربان کر دو اور تم تمام امور میں اسے خوش رکھو، البتہ ایسے امور میں نہیں جن سے اللہ عزوجل ناراض ہوتا ہو۔ نبی ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

((خَيْرُ نِسَائِكُمْ: الْوَدُوْدُ، الْوَلُوْدُ، الْمُوَاتِيَةُ، الْمُوَاسِيَةُ، إِذَا اتَّقَيْنَ اللّٰهَ)) ①

"تم میں سے بہترین عورت وہ ہے جو اپنے خاوند سے خوب محبت کرنے والی ہو، زیادہ بچوں کو جنم دینے والی ہو، خاوند کی مرضی سے موافقت رکھنے والی ہو، ہمدردی کرنے والی ہو جب کہ وہ اللہ سے ڈرنے والی ہو۔"

① الاصابة: ۹/۱۱

فصل ①

کیا عورت کو اپنے خاوند کی مخالفت میں اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کی اطاعت کرنی چاہیے؟

جب عورت کی شادی ہو جاتی ہے تو اس کا خاوند اس کے والدین کی نسبت' اس کا زیادہ مالک ہوتا ہے اور اس کے خاوند کی اطاعت اس پر زیادہ واجب ہو جاتی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا فَإِنَّمَا هُنَّ عِنْدَكُمْ عَوَانٍ)) ②

''عورتوں سے خیر خواہی کیا کرو' وہ تو تمہارے پاس قیدی ہیں۔''

پس عورت اپنے خاوند کے ہاں قیدی کی طرح ہے' اسے اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہیے' خواہ اس کا والد یا اس کی والدہ یا اس کے والدین کے علاوہ کوئی اور شخص اسے حکم دے۔ ائمہ کا اس پر اتفاق ہے۔

اور جب وہ اپنی اہلیہ کے ساتھ کسی دوسری جگہ منتقل ہونا چاہتا ہو' جبکہ وہ ان چیزوں کا اہتمام کرتا ہو جو اللہ تعالیٰ نے اس پر واجب کی ہیں اور وہ اس کے بارے اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرتا ہو اور اس کا والد اس بارے میں اسے اپنے خاوند کی اطاعت کرنے سے منع کرتا ہو تو اس (عورت) پر لازم ہے کہ وہ اپنے والدین کے بجائے اپنے خاوند کی اطاعت کرے' کیونکہ (اس صورت میں) والدین ظلم کرنے والے ہیں۔ انہیں یہ حق نہیں کہ وہ اس طرح کے خاوند کی اطاعت کرنے سے اسے منع کریں اور اسی طرح اس عورت کو بھی اپنی والدہ کی اطاعت نہیں کرنی چاہیے اگر وہ اسے حکم دے کہ وہ اس (خاوند) سے خلع کا مطالبہ کرے یا اس سے جھگڑا کرے حتیٰ کہ وہ اسے طلاق دے دے' جیسے وہ اس سے نان ونفقہ' لباس اور حق مہر وغیرہ کا مطالبہ کرے اور اس طرح مطالبہ کرے کہ وہ اسے طلاق دے دے' پس اس (عورت) کے لیے جائز

---

① یہ فصل شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے طویل کلام کا خلاصہ ہے۔ (مجموع الفتاویٰ ۳۲/۲۶۴۔۲۶۱)

② الترمذی' الرضاع' باب ماجاء فی حق المرأة علی زوجھا۔ حدیث: ۱۱۶۳

نہیں کہ وہ اس سے طلاق کے مسئلہ میں اپنے والدین میں سے کسی کی اطاعت کرے جبکہ وہ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہو۔

ہاں اگر اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک اللہ تعالیٰ کی اطاعت والے اعمال' جیسے نمازوں کی پابندی کرنے' سچ بولنے اور امانت ادا کرنے کا حکم دیں اور مال کو بے جا خرچ کرنے اور اسے ضائع کرنے سے اسے منع کریں اور اسی طرح ایسے کاموں کا حکم دیں جن کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے حکم دیا ہے یا ایسے کاموں سے منع کریں جن سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے منع کیا ہے تو پھر اس پر لازم ہے کہ ان امور میں اپنے والدین کی اطاعت کرے خواہ امر اس کے والدین کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہو تو پھر جب اس کے والدین کی طرف سے ہو تو اس کی کیفیت کیا ہو گی؟

عورت کا نیک کاموں میں خاوند کی اطاعت کرنا

جو کچھ پہلے بیان کیا گیا' اس میں یہ ثابت کیا گیا کہ خاوند کے ہر حکم کی اطاعت کرنا عورت پر لازم ہے اور وہ اس کی معصیت پر گناہ گار ہوگی' لیکن یہ اطاعت اس بات سے مشروط ہے کہ وہ حکم معروف ہو' منکر میں اطاعت نہیں منکر یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرنے کا اسے حکم دے۔ پس اگر وہ اس قسم کا اسے حکم دے تو پھر اس کی کوئی سمع و طاعت نہیں' خواہ اس کا انجام طلاق ہو' اس صورت میں ایسا کرنے کا گناہ اس کے سر ہوگا' رہی بیوی تو وہ معصیت میں اس (خاوند) کی عدم اطاعت میں اپنے رب کی اطاعت کرنے والی ہے۔ اس کی حدود کی حفاظت کرنے والی ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم یا اس کے رسول ﷺ کا حکم ان دونوں کے سوا ہر قسم کے امر پر مقدم ہے اور ان دونوں کی اطاعت ہر اطاعت پر مقدم ہے۔ ہمارے اس بیان کی دلیل نبی ﷺ کا فرمان ہے:

((لَا طَاعَةَ فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ)) ①

''اللہ کی معصیت میں کوئی اطاعت نہیں' اطاعت تو صرف معروف میں ہے۔''

شرعی اوامر و نواہی کی تعظیم کے بارے میں یہ اصل عظیم اور قاعدہ جلیلہ ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث میں ہے:

کہ انصار کی ایک عورت نے اپنی بیٹی کی شادی کی' تو اس کے سر کے بال گر گئے' پس وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو اس بارے میں آپ سے ذکر کیا تو بتایا کہ اس کے خاوند نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کے بالوں میں جوڑ لگاؤں' تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا اِنَّهُ قَدْ لُعِنَ الْمُوْصِلَاتِ)) ②

''نہیں' کیونکہ بال جوڑنے والیوں پر لعنت کی گئی ہے۔''

مؤلف بیان کرتے ہیں' نبی ﷺ نے' اللہ تعالیٰ کی معصیت میں' خاوند کی اطاعت کرنے

---

① مسلم' الامارة' باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة۔ حدیث: ۱۸۴۰

② مسلم' اللباس والزینة' باب تحریم فعل الواصلة۔ حدیث: ۲۱۲۳

سے اسے منع فرما دیا۔

بے شک ہم جانتے ہیں کہ بہت سے خاوند اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں نہ اس کا تقویٰ اختیار کرتے ہیں وہ اپنی بیویوں کو اللہ تعالیٰ کی معصیت کا حکم دیتے ہیں وہ انہیں بے نقاب ہونے اور بناؤ سنگار کرنے کا حکم دیتے ہیں اور کچھ ایسے خاوند بھی ہیں جو اپنی بیوی کو حکم دیتے ہیں کہ وہ ان کے دوستوں اور اس (عورت) کے اجنبی افراد کے ساتھ راہ و رسم رکھے اور ان کے ساتھ مل جل کر رہے جبکہ اس نے پردہ نہ کیا ہو اور اپنی زینت ظاہر کی ہو۔ بلکہ بعض نام نہاد مسلمانوں کی طرف سے صورت حال یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ وہ اپنی بیوی کو اس سے بھی زیادہ قبیح کاموں کا حکم دیتے ہیں کہ وہ کلب میں آدمیوں کے ساتھ رقص کرے اور اسے شراب پلائے اور اس کے علاوہ برے کام جن میں بہت سے خاوند مبتلا ہیں۔

پس اس طرح کے تمام کاموں میں عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ خاوند کی اطاعت کرے اور ان میں اس کی موافقت کرے خواہ وہ اس وجہ سے اسے طلاق دے دے۔ پس اسے جان لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اس کو کبھی بے یار و مددگار نہیں چھوڑے گا۔

ہم اللہ تعالیٰ سے اس کے محبوب و پسندیدہ امور کی توفیق کا سوال کرتے ہیں۔

خاتمہ

میں کتاب کے آخر میں اپنی مسلمان بہنوں کو اللہ عزوجل کا تقویٰ اختیار کرنے اور اس کے عذاب سے بچنے کی یاددہانی کراتا ہوں۔ کیونکہ ہم سب نے اسی کے پاس جمع ہونا ہے‘ جس دن بھید جانچے جائیں گے‘ اس روز وہ تمام چیزیں ظاہر کردی جائیں گی جن کو دل چھپایا کرتے تھے جس روز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا بندے کا کوئی حمایتی وکارساز ہوگا نہ کوئی مددگار۔

پس اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تیاری کرو‘ اور یوم حساب کے لیے اس دنیا سے زادِ راہ لو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ٥ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ٥﴾ (الشعراء: ٢٦/ ٨٨-٨٩)

”جس دن مال فائدہ دے گا نہ اولاد مگر جو قلب سلیم لے کر اللہ کے پاس آئے گا۔“

اور رسول اللہ کے درج ذیل فرمان کو ہمیشہ یاد رکھیں:

((اِطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ)) ①

”میں نے جنت میں جھانکا تو میں نے دیکھا کہ وہاں اکثریت فقراء کی تھی‘ اور میں نے جہنم میں جھانکا تو میں نے دیکھا کہ وہاں اکثریت عورتوں کی تھی۔“

اللہ تعالیٰ کے درج ذیل فرمان کو اپنا نصب العین بنائیں۔

﴿وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ٥﴾ (البقرة: ٢/ ٢٨١)

”اس دن سے ڈرو‘ جب تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر‘ تم میں سے ہر ایک شخص کو جو کچھ اس نے کیا ہے‘ اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر بالکل ظلم نہیں کیا جائے گا۔“

---

① بخاری‘ بدء الخلق‘ باب ماجاء فی صفۃ الجنۃ۔ حدیث: ۳۲۴۱

﴿وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْمًا﴾ (طٰہٰ:۲۰/ ۱۱۱)

''اور زندہ قائم رہنے والے کے سامنے سب چہرے جھک جائیں گے۔ اور جس نے نافرمانی کا بوجھ اٹھایا تو وہ نامراد رہا۔''

اور جس سے اپنی سابقہ زندگی میں خاوند کے حق کے بارے میں کمی ہوگئی ہو تو وہ اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کرے اور اپنے رب کے حضور توبہ کرے' کیونکہ موت کے آنے سے پہلے پہلے باب توبہ کھلا ہوا ہے' اور اسے چاہیے کہ وہ اپنی باقی عمر میں اپنے خاوند کے ساتھ اچھی طرح زندگی بسر کرے' وہ اس سے اپنے بارے میں رضامندی اور معافی طلب کرے۔

جیسا کہ میں نے خاوندوں کی مثالیں بھی جمع کی ہیں کہ ان کے لیے بھی مناسب نہیں کہ وہ اس کتاب میں اس کے بیان کو اپنی عورتوں کے حقوق میں کمی کرنے اور ان پر ظلم کرنے کا ذریعہ بنا لیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی طرح ان کے لیے بھی حقوق مقرر کیے ہیں' اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (البقرة:۲/ ۲۲۸)

''اور عورتوں کے حقوق اسی طرح مردوں کے ذمہ ہیں جس طرح مردوں کے حقوق عورتوں کے ذمہ ہیں دستور کے مطابق۔''

﴿فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوا عَلَيْهِنَّ سَبِيلًا إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيرًا.﴾

(النساء: ٤/ ٣٤)

''پس اگر وہ تمہاری اطاعت کریں تو پھر ان کے خلاف کوئی راہ (جواز) نہ ڈھونڈو یقین جانو کہ اللہ سب سے بلند اور سب سے بڑا ہے۔''

اس میں بتایا گیا ہے کہ جب عورتیں خاوندوں کی اطاعت کے بارے میں اس چیز کا اہتمام کریں جو اللہ تعالیٰ نے ان پر واجب قرار دی ہے تو پھر ان پر ظلم کرنا حرام ہے۔

اور نبی ﷺ سے صحیح ثابت ہے کہ آپ نے فرمایا:

((كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْؤُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَهُوَ مَسْؤُولٌ عَنْهُمْ))①

① مسلم' الامارة' باب فضيلة الأمير العادل۔ حديث: ۱۸۲۹

''تم سب نگہبان ہو اور تم سب اپنی رعیت کے بارے میں جواب دہ ہو...... اور آدمی اپنے اہل خانہ کا نگہبان ہے اور وہ ان کے بارے میں جواب دہ ہے۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ سَائِلٌ كُلَّ رَاعٍ عَمَّا اسْتَرْعَاهُ حَفِظَ اَمْ ضَيَّعَ)) ①

''بے شک اللہ ہر نگہبان سے اس کی نگہبانی کے متعلق سوال کرنے والا ہے' اس نے اس کی حفاظت کی یا اسے ضائع کیا۔''

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے خاوند کا اپنی اہلیہ پر حق کے متعلق ایک جملہ ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

''اور یہ سب معروف کے ساتھ ہے' منکر نہیں' اس کا یہ حق نہیں کہ وہ اس سے اس طرح فائدہ حاصل کرے کہ وہ اس کے لیے مضر ہو' وہ اس کو کسی ایسی جگہ نہ بسائے جو اس کے لیے مضر ہو اور وہ اسے تکلیف پہنچانے کے لیے نہ روکے۔'' ②

☆☆☆

① صحیح ابن حبان۔ حدیث: ۴۴۷۵

② مجموع الفتاوی: ۳۴/۹۰-۸۹

کتاب کے آخر پر

والحمد لله وحده وصلى الله على نبينا محمد و آله وسلم تسليمًا

یہ نسخہ ۲۳ ذوالحجہ ۱۴۰۷ ہجری بمطابق ۱۷/۸/۱۹۸۷ء بروز سوموار مکمل ہوا۔

مؤلف

عبداللہ بن یوسف الجدیع

کتاب کا ترجمہ ۱۸ محرم ۱۴۲۶ ہجری بمطابق ۲۸/۲/۲۰۰۵ء بروز سوموار مکمل ہوا۔

الحمد لله على ذلك۔

وصلى الله على نبينا محمد و آله و صحبه اجمعين۔

مترجم

ابوانس محمد سرور گوہر

ابوبکر ٹاؤن کھڈیاں خاص، قصور

۰۴۹۲۔۷۹۱۳۱۲

تخریج شدہ ایڈیشن

کتاب الکبائر

کبیرہ گناہ

قرآن وسنّت کی روشنی میں

تالیف

شیخ الاسلام الحافظ امام شمس الدّین الذہبی رحمہ اللہ

ترجمہ

پروفیسر ابو انس محمد سرور گوہر حفظہ اللہ

ناشر

مکتبہ محمدیہ قذافی سٹریٹ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

Mob.: 0300-4826023

حرارتِ ایمان

یعنی

ایمان

کو گرما دینے والے واقعات

تالیف

مولانا ابو یاسر حفظہ اللہ

نظرثانی

مولانا عبدالغفار محمدی حفظہ اللہ

ناشر

مکتبہ محمدیہ قذافی سٹریٹ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

Mob: 0300-4826023

خوشگوار زندگی گزارنے کیلئے منفرد اور جامع کتاب

تحفہ دولہا و دلہن

(شادی کے احکام و مسائل)

تالیف

سید عبدالرحمٰن الصبیحی حفظہ اللہ

مع

فتاویٰ الزواج و معاشرۃ النساء

الشیخ محمد بن ابراہیم آل رحمہ اللہ — الشیخ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ
الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ — الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ
الشیخ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ — الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجبرین حفظہ اللہ
اللجنة الدائمة للافتاء

ترجمہ

ابو انس محمد سرور گوہر حفظہ اللہ

ناشر

مکتبہ محمدیہ قذافی سٹریٹ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

Mob.: 0300-4826023

طب نبوی
رحمة للعالمین
قصص الانبیاء و اصحاب الصالحین
تعبیر الرؤیا
تحفۃ العروس
سیرت
حضرت عائشہ صدیقہ
کبیرہ گناہ
کتاب الکبائر
قیامت کی نشانیاں

مکتبہ محمدیہ ○ چک وڈ چیچہ وطنی ضلع ساہیوال